ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ
یکم اپریل ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالشَّیْخَانِ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ایک اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرتے رہنا، اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (احمد، بخاری و مسلم اور ترمذی)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: "سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ"، قِیْلَ ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قِیْلَ ثُمَّ: مَا ذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْمَبْرُوْرُ" ھُوَ الَّذِیْ لَا یَرْتَکِبُ صَاحِبُہٗ فِیْہِ مَعْصِیَۃً۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا۔ پھر کون سا؟ — فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ مین جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا۔ کہ اس کے بعد پھر کون سا عمل ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ حج مبرور ہے (بخاری و مسلم)

"حج مبرور" وہ ہے کہ جس میں اس کے کرنے والے سے کوئی معصیت وغیرہ صادر نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص حج کرے پھر اس میں نہ تو بے ہودہ باتیں کرے نہ گناہ کرے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس ہوگا۔ جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی جزا (اور اس کا بدلہ) جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: "قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرَی الْجِھَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاھِدُ؟ فَقَالَ، "لٰکِنَّ اَفْضَلَ الْجِھَادِ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں۔ کہ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل پاتے ہیں۔ تو کیا ہم جہاد نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے لئے بہترین جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ اَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن خدا تعالیٰ بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً" اَوْ حَجَّۃً مَّعِیْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا یہ فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ امْرَاَۃً قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) حق تعالےٰ کا اپنے بندوں پر فریضہ حج ہے اور میرے باپ پر بڑھاپے کی حالت میں لازم ہوا ہے اور وہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو کیا مَیں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: "حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ وَ اَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حج کیا گیا۔ مجھ کو ساتھ لے کر حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مَیں اس وقت سات سال کا تھا۔ (اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)

خط وکتابت کرتے وقت اپنا پتہ صحیح اور خوش خط لکھا کریں۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۶۶ء | شمارہ ۴۶

یہ بے حسی کب تک جاری رہے گی

قومی اسمبلی کے حالیہ اجلاس کے آخری دن وزیر قانون مسٹر ایس ایم ظفر نے اسلامی مشاورتی کونسل کی جو رپورٹ ایوان میں پیش کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کونسل نے ملک میں جذبۂ جہاد، اسلامی تعلیمات اور ملی شعور کے فروغ کے لئے حکومت سے حسب ذیل سفارشات کی ہیں:۔

۱۔ ڈپلوموں اور ڈگریوں کے حصول کے لئے فوجی تربیت لازمی قرار دی جائے۔ اور ملک میں تمام بالغ افراد کو فوجی تربیت دینے کے انتظامات کئے جائیں۔

۲۔ عائلی قوانین پر عملدرآمد کو بنیادی جمہوریتوں کی تحویل سے نکال کر اسلامی فقہ کے ماہرین کے سپرد کیا جائے۔

۳۔ چوروں کو ہاتھ کاٹنے اور بدکاروں کو کوڑے مارنے کی سزا دی جائے۔

۴۔ انٹر یونیورسٹی بورڈ کو ہدایت کی جائے کہ قانون کے نصاب پر نظر ثانی کر کے اسے اسلامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔ اسلامی قوانین پر پوسٹ گریجویٹ ریسرچ کا انتظام کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے وظائف دئے جائیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومتیں اسلامی نظریات کے مطابق نصابی کتب کی تنظیم نو کے لئے ادارے قائم کریں نیز کنڈر گارٹن کے درجے سے گریجویشن تک اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دیں۔

۵۔ بچوں کے اغوا کے ملزموں کو موت کی سزا دی جائے۔

۶۔ ملک میں درآمد کئے جانے والے لٹریچر کی جانچ پڑتال کے لئے ایک سنسر بورڈ قائم کیا جائے اور اس کی شاخیں ڈھاکہ اور لاہور میں قائم کی جائیں۔

۷۔ ادب، مجسمہ سازی اور ثقافتی سرگرمیوں میں عریانیت کی روک تھام کے لئے سخت پالیسی اختیار کی جائے۔

۸۔ خوراک میں ملاوٹ ثابت ہونے پر ملزم کی تمام جائداد ضبط کرنے، بھاری جرمانہ اور عمر قید تک کی سزا دی جائے۔

۹۔ سمگلروں کو دس سال تک کی سزا دی جائے وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں کونسل کی مذکورہ بالا سفارشات میں سے اکثر سے حرف بحرف اتفاق ہے۔ اور بعض سے ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قطعی اختلاف رکھنے پر مجبور ہیں۔ مثلاً ہم عائلی قوانین کو سرے سے اسلامی تعلیمات کے منافی سمجھتے ہیں اور ان کو اس وقت تک شرعاً قبول نہیں کر سکتے جب تک کہ ان میں کتاب وسنت کی روشنی میں ترامیم نہ کر دی جائیں۔ اس سلسلے میں اسلامی نقطۂ نگاہ کیا ہے۔ خدام الدین کی گذشتہ کئی اشاعتوں میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام کی قرار دادیں اور کتابچے ان کے غیر اسلامی ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ تاہم کونسل نے بھی چونکہ اس سلسلے میں اپنی مکمل رپورٹ بہر حال محفوظ رکھی ہے۔ اس لئے اس پر اسی وقت گفتگو کی جائے گی۔ جب وہ رپورٹ منظر عام پر آجائے ادب مجسمہ سازی اور ثقافتی سرگرمیوں میں عریانیت کی روک تھام کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں تو عریانیت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ وہاں عریانیت کی روک تھام کے لئے تدابیر کی جائیں ہمارا مقصود تو عریانیت کو سرے سے ختم کر دینا ہے اور اس لئے ہماری رائے میں وہ تمام ادب اور ثقافتی سرگرمیاں قطعی طور پر ختم ہو جانی چاہئیں جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور جن سے بے حیائی اور معاشرتی برائیوں کی راہیں پھوٹتی ہیں۔ رہ گئی مجسمہ سازی تو وہ اسلام میں جائز ہی نہیں ہے اور اس لئے اس کا وجود ہی ناپید ہونا چاہیے۔ لیکن ان سفارشات کے سامنے آنے کے بعد قابل ذکر بات یہ ہے کہ متذکرہ صدر تمام امور ایسے ہیں۔ جن کے بارے میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک مسلسل آواز بلند کی جاتی رہی ہے۔ خدام الدین نے بھی اپنی کئی گذشتہ اشاعتوں میں ان بیماریوں کا رونا رویا اور حکومت کو ان کی روک تھام کی طرف متوجہ کیا ہے لیکن اس کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی یہ ٹھیک ہے کہ ارباب اقتدار اور عوامی نمائندے شروع سے یہ رٹ لگاتے چلے آرہے ہیں کہ اس ملک میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات اور اصولوں کے مطابق منظم کیا جائے گا، کتاب وسنت کی روشنی میں قانون وضع کئے جائیں گے اور اسلامی تعلیمات کو ملک میں بالادستی نصیب ہوگی۔ لیکن یہ تمام دعاوی نعروں کی حد تک محدود رہے ہیں اور انہیں آج تک عملی پذیرائی نصیب نہیں ہوئی۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک کوئی حکومت بھی ایسی نہیں آئی جس نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے عزم کا اظہار اور اس تصور کو حقیقت کا رنگ دینے کا وعدہ نہ کیا ہو۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ معاملہ الفاظ کی شعبدہ کاری سے آگے نہ بڑھ سکا ——! نتیجتاً ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ تو دور کی بات ہے۔ اسلامی قوانین بھی آج تک مرتب نہیں ہو سکے اور حد یہ ہے کہ علوم کی ہر صنف میں، ہمارا نصاب تعلیم مغربی نظریات سے مستعار ہے۔ تہذیب ہے تو فرنگی کی اور معاشرت ہے تو فرنگی کی غرض سارا ماحول ہی فرنگیت کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ اس سے قبل عائلی زندگی میں انفرادی طور پر اسلامی اصولوں کا جو لحاظ موجود تھا وہ اب اجتماعی طور پر مفقود ہو گیا ہے۔ اور پورا معاشرہ اس بارے میں بنیادی جمہوریتوں کے چیئرمینوں کے رحم وکرم پر ڈال دیا گیا ہے۔ ادب اور ثقافت میں مشرقیت عنقا ہو گئی ہے۔ اور اس کی جگہ مغربیت کی اندھادھند نقالی نے لے لی ہے۔ جس کی وجہ سے عریانی وفحاشی کا سیلاب امڈا ہوا ہے۔ فحش فلمیں بنائی اور دکھائی جا رہی ہیں اور امریکہ سے درآمد کردہ تصویریں تو بے حیائی اور بدکاری کے وہ برگ وبار پیدا کر رہی ہیں کہ بس توبہ ہی بھلی۔ جرائم میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا

(باقی صـ۶ـ پر)

نماز عید الاضحیٰ

۷½ بجے بیرون کشمیری دروازہ تا مستی گیٹ کے درمیانی باغ میں ادا کی جائیگی۔ نماز عید قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور پڑھائیں گے۔

مسلمانان لاہور وقت کا خاص خیال رکھیں۔ اور نماز میں جوق در جوق شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔ بارش کی صورت میں نماز عید مسجد شیرانوالہ میں پڑھائی جائیگی۔

(ناظم انجمن خدام الدین)



یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء

اپنی نشست و برخاست فقط اللہ والوں کے ساتھ رکھئے !

اور

کسی وقت بھی یادِ الٰہی سے غفلت نہ برتئے !

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

بزرگانِ محترم ! بیماری کے باعث پچھلی جمعرات حاضری سے معذور رہا۔ جی تو بہت چاہتا تھا کہ حاضر ہوکر حلقۂ ذکر میں شامل ہو جاؤں لیکن بخار اور بائیں ٹانگ میں شدید ریحی درد کے باعث باوجود اپنی تمام کوششوں کے حاضری کی سعادت سے محروم رہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل سے بیماری میں افاقہ فرمایا۔ اور اب میں اس قابل ہوں کہ اس بابرکت مجلس میں شریک ہوکر آپ حضرات سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کے مطابق خطاب کرسکوں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

دُکھ اور سُکھ سب اُسی مالک الملک کی دین ہیں۔ ہمارا فرض صرف یہی ہے کہ ہر حال میں اُس ذاتِ پاک کا شکر بجالاتے رہیں اور اس کی یاد میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مشغول رہیں۔ دُکھ آئے تو اس کا فضل سمجھیں اور سُکھ نصیب ہو تو یہ بھی اُسی کا کرم اور انعام جانیں۔ وہ احکم الحاکمین بہتر جانتا ہے کہ اپنے بندوں کو کس حال میں رکھنا ہے اور کون سی صورت ان کے حق میں بہتر ہے۔ آج اللہ نے مجلسِ ذکر میں شمولیت کی سعادت نصیب فرمائی ہے تو یہ اس کی خاص کرم فرمائی ہے کیونکہ اکٹھے ہوکر ذکر اللہ کرنے کی بات ہی کچھ اور ہے — ویسے تو علیحدہ بیٹھ کر اکیلے ذکر اللہ کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں اور بہت سی برکات کا حامل ہے۔ مگر اجتماعیت میں برکات ہی برکات ہیں۔ اسی لئے اسلام نے تمام عبادات میں اجتماعیت کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی ہے۔ نماز پڑھو تو باجماعت، حج کرو تو ساری دنیا کے مسلمان اکٹھے ہوکر اور روزے رکھو تو سارے مسلمان ایک ہی مہینے اور ایک ہی وقت میں۔

غرض اسلام میں انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی اصلاح کو بھی ہر حال میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اجتماعی عبادات کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نیکوں کے ساتھ بُرے بھی بخشے جاتے ہیں۔ اللہ جب نیکوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے تو ساتھ ہی بُروں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے —

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوں کی سنگت اور صحبت میں رہنے اور ان کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!
سورۂ کہف کے چوتھے رکوع میں حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں :-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج

ترجمہ: تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں — اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ مقصد یہ ہے کہ اپنی نشست و برخاست اللہ والوں کے ساتھ رکھئے۔ اُن کی صحبت کو غنیمت جانئے۔ اور ان سے اس قدر گہرا رابطہ رکھئے کہ ان سے آنکھیں ہٹانا بھی گوارا نہ ہو۔ یاد رکھئے کہ رنگ صحبت سے چڑھتا ہے اور اصلاحِ حال کے لئے ان لوگوں کی صحبت ضروری ہے جن لوگوں کی اپنی اصلاحِ حال ہو چکی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کو فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب، محبوب اور مقصود ہے اور وہ ہر گھڑی اللہ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔

برادرانِ عزیز ! ذکرِ الٰہی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ فقط ان خوش نصیبوں کے حصہ میں آتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنی یاد کے لئے چن لیتا ہے — اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے :-

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے۔ تلاوت اور نماز سے بھی اللہ کا ذکر بڑی عبادت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے :-

انا جلیس من ذکرنی۔ میں اس کا ہمنشیں ہوں جو میرا ذکر کرے۔ پھر عبادت کے لئے وقت مقرر ہے۔ مقدار مقرر ہے لیکن ذکر اللہ کے لئے نہ وقت مقرر ہے اور نہ تعداد اور حد۔ جس قدر زیادہ ہو سکے اللہ کا ذکر کیجئے۔ اور اپنے رب کی یاد کے مزے لوٹئے۔ قرآن عزیز میں ارشادِ ربانی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝
(س احزاب رکوع ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

منشاءِ ایزدی یہ ہے کہ ذکر بے تعداد ہو، شب و روز کی قید نہیں۔ طہارت غیر طہارت کی قید نہیں کپڑے پھٹے ہوئے ہونے یا نہ ہونے کی قید نہیں۔ کوئی قید نہیں صرف یہ مطلوب ہے کہ ہر وقت، ہر لحظہ اور ہر ایک حالت میں اللہ کے ذکر میں لگے رہو۔ شیطان اکثر آدمیوں کو فریب دیتا ہے کہ بس کرو اب بہت ذکر کر لیا۔ لیکن دیکھئے آپ شیطان کے فریب میں نہ آئیے اور یہ نہ سمجھ بیٹھئے کہ بہت زیادہ ذکر کر لیا۔ بلکہ ہر گھڑی اللہ کے ذکر اور اس کی

(باقی صـ۶ پر)



۲ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء

نماز اور قربانی ہی مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر سکتی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمؕ

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۠

ترجمہ : بے شک ہم نے آپ کو کوثر دیا پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تحقیق تیرا دشمن ہی تباہ ہوگا۔

ربطِ آیات

چونکہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا ہے اس لئے آپ کا فرض ہے کہ اس نعمت کے شکریہ میں بدنی اور مالی قربانی کریں۔ نتیجہ ان قربانیوں کا آپ کی کامیابی اور آپ کے دشمن کی تباہی ہوگا۔ (حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز)

حاصل

یہ نکلا کہ سورتِ مذکورہ بالا میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱) انعام (۲) پروگرام اور (۳) انجام ——
انعام خیر کثیر ہے — پروگرام نماز اور قربانی ہے اور انجام دشمنانِ دین کی تباہی ہوگا۔

کوثر کے معنے

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں "کوثر کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری —— یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق ۲۶ چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں۔ اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں۔ جو آپ کے یا آپ کے طفیل میں امتِ مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ حوض کوثر بھی جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی امت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے۔ (اے ارحم الراحمین) تو اس خطاکار روسیاہ کو بھی اس سے سیراب کیجئے۔ (تنبیہ) حوض کوثر کا ثبوت بعض محدثین کے نزدیک حد تواتر تک پہنچ چکا ہے۔ ہر مسلمان کو اس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ احادیث میں اس کی عجیب و غریب خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ بعض روایات سے اس کا محشر میں ہونا اور اکثر سے جنت میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اکثر علماء نے تطبیق یوں دی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہوگی اور اسی کا پانی میدانِ محشر میں لاکر کسی حوض میں جمع کر دیا جائے گا۔ دونوں کو "کوثر" ہی کہتے ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب"

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

نے کوثر کے معنی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے :۔
"مفسرین حضرات نے کوثر کے دو معنے کئے ہیں۔ ایک حوضِ کوثر جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میدانِ محشر میں اپنی امت کو پلائیں گے۔ اور دوسرے خیر کثیر مراد لی ہے اور خیر کثیر سے مراد قرآنِ عزیز ہے۔

تطبیق

میرے خیال میں ہر دو معنوں سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ جو چیز دنیا میں پائی جاتی ہے اس کی اصل ایک دوسرے جہان میں موجود ہے جس کا نام عالمِ مثال ہے اور وہاں کی چیزوں کو اس جہان کے مناسب اجسام دئے جاتے ہیں۔ اس بناء پر وہ قرآن حکیم جو یہاں صفحۂ قرطاس پر منقوش ہے اور مومنین کے دل و دماغ میں محفوظ ہے اور بین الدفتین مجلد ہے اور انسان جس کو ہاتھ میں اٹھا لیتا ہے اس کا ظہور عالمِ مثال میں بصورتِ حوضِ کوثر ہوگا —— جن لوگوں نے عالمِ ناسوت میں اس چشمۂ الٰہی سے جرعہ نوشی کی ہے وہ وہاں حوضِ کوثر سے شرابِ طہور پی کر ایسے مست ہو جائیں گے کہ ان پر محشر کا پچاس ہزار سالہ دن اس طرح گزر جائیگا گویا کہ چار رکعت نماز ادا کی اور جن لوگوں نے یہاں اس منبعِ خیر و برکت سے اعراض برتا وہ وہاں بھی اس سے محروم رکھے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہی قرآن عزیز حوض کوثر کی صورت اختیار کرے گا۔ چنانچہ دنیا میں قرآن پاک سے فیضیاب ہونے والے، اس کی تلاوت سے لطف اندوز ہونے والے اور اس کو عملی جامہ پہنانے والے عالمِ آخرت میں بھی اس سے فیض یاب ہوں گے —— جو لوگ یہاں قرآن عزیز سے دُور ہیں عالمِ آخرت میں بھی حوضِ کوثر کے قریب نہ پھٹکنے پائیں گے اور محرومی و بدنصیبی کے غار میں جا گریں گے۔

مسلمان کا پروگرام

بزرگانِ محترم ! اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ انہیں قرآن جیسی عظیم و بے مثال نعمت سے سرافراز فرمایا۔ اب شکرِ نعمت کے طور پر مسلمان کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ اس نعمت کو وہیں صرف کرے جس مصرف میں صرف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ اس نعمت کا بہترین شکر نماز اور قربانی کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے اور یہی ایک مسلمان

کی زندگی کا پروگرام ہونا چاہئے ۔ پس

شیخ الاسلام رح پاکستان

اپنے حاشیۂ قرآن میں اسی لئے فرماتے ہیں ۔ کہ :۔

"اتنے بڑے انعام و احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہئے ۔ تو چاہئے کہ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں ۔ بدنی اور روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے ۔ کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اس کا قائم مقام کر دیا گیا ۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے قصہ سے ظاہر ہے ۔ اسی لئے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے :۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام رکوع ۲۰) (تنبیہ)

بعض روایات میں "وانحر" کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آئے ہیں ۔ مگر ابن کثیر نے ان روایات میں کلام کیا ہے اور ترجیح اس قول کو دی ہے کہ "نحر" کے معنی قربان کرنے کے ہیں ۔ گویا اس میں مشرکین پر تعریض ہوتی کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے ۔ مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنے چاہئیں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے رب کے آگے نماز بھی پڑھتا رہے اور اللہ کی راہ میں قربانی بھی پیش کرتا رہے ۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز شکرِ نعمتِ قرآن کا بہترین ذریعہ اور ایک ایسی معجون مرکب ہے جس میں عبادت کے علاوہ زندہ قوم بنانے کے تمام لوازمات موجود ہیں ۔ ایثار، مساوات، اتحاد، انتخاب امیر، اطاعتِ امیر، وحدتِ مرکزی، جذبۂ قربانی، یادِ آخرت، ذکر، شکر، صبر، دعا تمام چیزوں کی عملی تعلیم نماز میں دی جاتی ہے اور قربانی میں ایثار اور اعتماد علی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ جس کی وجہ سے حصولِ مقصد میں کامیابی و کامرانی کی راہیں کھلتی ہیں اور انسان بالآخر کامیاب و کامران ہو جاتا ہے ۔

پس

اے برادرانِ عزیز ! ہم پر فرض ہے کہ حصولِ رضائے الٰہی کے لئے نماز بھی کما حقہ ادا کرتے رہیں اور ہر بدنی، مالی اور وطنی قربانی کرنے کے لئے بھی ہر وقت آمادہ اور تیار رہیں ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ ان چیزوں کا ساری عمر ہم سے مطالبہ نہ کرے مگر ہمارا بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ فرضِ اولین ہے کہ اپنی طرف سے کبھی لیت و لعل نہ کریں ۔

پھر اگر ہم نے ایسا کر لیا تو یاد رکھئے کہ اللہ جل شانہ کا یہ وعدہ ہو کر رہے گا ۔

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ؕ

بے شک تیرا دشمن ہی ابتر دم بریدہ ہوگا ۔

میرا ایمان ہے کہ اگر مسلمانانِ عالم نماز اور قربانی کی روح ان دو اصولوں پر دل و جان سے عمل کرنے لگیں تو پھر امدادِ الٰہی یقیناً ان کی پشت پناہ ہوگی نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو جماعت یا طاقت اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آگے گی ذلت و بربادی اور نامرادی کا منہ دیکھے گی ۔

بقیہ : اداریہ

رہا ہے اور معاشرتی جرائم اس برق رفتاری کے ساتھ بڑھ رہے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا ۔

آخر سوچئے یہ تمام حالات و آثار کس منزل کی طرف لے جا رہے ہیں ۔ اور ان کا حتمی نتیجہ کیا ہونے والا ہے ! کیا یہ سب آثار اس کھلی ہوئی حقیقت کا اندوہ انگیز اور المناک ثبوت نہیں کہ ہمارا معاشرہ اسلام کی راہ ہدایت سے کٹ کر گمراہی کے ایک ایسے عمیق غار کی طرف رواں دواں ہے جہاں تباہی و بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہمیں افسوس اور دلی درد کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری تمام حکومتیں جو اس وقت تک برسر اقتدار آئی ہیں ۔ اس صورت حال کی ذمہ داری سے قطعاً بری الزمہ نہیں قرار دی جا سکتیں ۔ وہ دین کے نام پر بے دینی کو رواج دیتی رہی ہیں ۔ ان کے لبوں پر تو اسلام کے الفاظ رہے ہیں ۔ لیکن دلوں میں اسلام کی نورانیت کا کوئی پرتو نہیں پڑا ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ ہم جہاں مادی ترقی میں آگے کی طرف بڑھے ہیں روحانیت کے میدان میں نہ صرف پھسڈی ثابت ہوئے ہیں ۔ بلکہ پیچھے کی طرف ہٹے ہیں ۔ اور ہماری بدعنوانیوں سے مذہبی اور اخلاقی قدریں پامال ہوئی ہیں ۔ موجودہ حکومت نے بڑے خوش آئند وعدوں کے ساتھ اسلامی مشاورتی کونسل کی تشکیل کی تھی ۔ لیکن اب تک اس کی کوئی افادیت اور کارکردگی سامنے نہیں آ سکی ــــ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اولاً اس ادارے کی طرف سے جو بُری بھلی سفارشات وقتاً فوقتاً سامنے آتی ہیں ۔ ان پر عمل درآمد کی نوبت ہی نہیں آتی ــــ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات اس گراں کن صورت حال میں سرِ مو فرق نہیں آتا ــــ عوام سوال کرتے ہیں کہ ان نعروں اور دعاوی کا آخر حاصل کیا ہے ۔ اور یہ گھسے پٹے الفاظ کارپردازانِ قوم کب تک دوہراتے رہیں گے ؟

اسلام کے بارے میں یہ بے حسی کس وقت تک جاری رہے گی ۔ اور وہ مسرت فزا دن کب آئے گا جب سورج کتاب و سنت کے قوانین کی کرنیں لے کر افقِ پاکستان پر طلوع ہوگا ۔

اے رہنمایانِ قوم سوچئے کیا یہ وہی ملک نہیں جو اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا تھا ۔ جس کے حصول کی خاطر ایک پوری نسل خون اور آنسوؤں کے سیلاب میں نہائی تھی ۔ اور جس کی حفاظت کے لئے بالآخر اسلام ہی کا معجز نما نام کام آیا تھا ۔

اگر یہ ٹھیک ہے اور یقیناً ٹھیک ہے تو پھر ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں ۔ کہ اسلام جیسے محسن کے ساتھ اس ملک میں سوتیلی ماں کا سا سلوک کیوں ہو رہا ہے ۔ اور یہ بے حسی کی فضا کب تک جاری رہے گی ؟

بقیہ : مجلس ذکر

یاد میں مشغول رہیئے ۔ اور اپنے نفس کو ذلیل کرتے رہیئے ــــ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یذکر الله علیٰ کل احیانه ــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے رہتے تھے ۔ اسی لئے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہ رہیئے ۔ ہر گھڑی اور ہر حال میں اپنی زبانوں کو اللہ کے ذکر سے تر اور اپنے دلوں کو اللہ کی یاد سے آباد رکھئے ــــ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے ذکر اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے اور نیکوں کی صحبت میں رہ کر ان کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کی سعادت نصیب فرمائے ۔ آمین !

ایجنٹ حضرات کو

ماہ مارچ کے بل روانہ کئے جا رہے ہیں براہ کرم بل ملتے ہی فوراً روانہ کریں ۔ (مینجر)

محمد شفیع عمرالدین، حیدرآباد

قلبِ سلیم

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ سے جو دعائیں مانگتے ہیں۔ ان میں ایک دعا یہ ہے۔

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ (الشعراء آیت ۸۷ - ۹۹) ترجمہ اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اٹھائیں جائیں گے۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آیا۔

قلبِ سلیم کی تشریح

حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قلبِ سلیم جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا مستحق ہے۔ وہ ایسا قلب ہے۔ جو ادھر ادھر کی باتوں سے خالی ہو۔ جس نے اپنے آپ کو اپنے رب کے حوالے کر دیا ہو۔ اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے ہر امر اور ہر خبر کے بارے میں کوئی خدشہ باقی نہ رہا ہو۔

وہ دل غیر اللہ اور اس کے امر سے محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کا ارادہ نہیں۔ اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی شریعت اور اس کے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے راستے ہیں

ایسے قلب میں اللہ تعالیٰ کی کسی خبر کی تصدیق میں کوئی شبہ حائل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی مطابقت اور رضا جوئی سے اُسے کوئی نفسانی خواہش نہیں روک سکتی۔ اگر کوئی خواہش دل میں آئی تو وسوسہ کی طرح گزر کر چلی جاتی ہے۔ اور اس کے دل میں قرار نہیں پکڑتی۔

جب قلب یہ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ شرک، بدعت، گمراہی اور باطل سے سالم ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ قلب اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے لئے غیر اللہ کے خوف، طمع اور امید سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث وہ غیر اللہ کی محبت سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب وہ کسی دوسرے کا خوف نہیں رکھتا۔ اللہ سے طمع اور امید کی وجہ سے اس کے دل سے ماسوی اللہ کی طمع اور امید منقطع ہو جاتی ہے وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتا ہے۔ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتا ہے

وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر کو قبول کر لیتا ہے اس پر نہ تہمت رکھتا ہے۔ نہ ان کے بارے میں جھگڑتا ہے۔ اور نہ ہی تقدیر پر ناراض ہوتا ہے۔ بلکہ عاجزی عبادت الٰہی اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بناتا ہے۔

وہ سب اپنے احوال، اقوال ذوق اور بزرگی کو اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھالتا ہے۔ باہر سے جو چیز بھی اسے ملے اگر وہ اسے سنت مطہرہ کے مطابق پاتا ہے۔ تو بسر و چشم قبول کر لیتا ہے۔ ورنہ رد کر دیتا ہے۔ اگر سنت کے موافق یا مخالفت ہونے کا حال کھلی طرح معلوم نہیں ہوتا تو توقف کرتا ہے۔ اور منتظر رہتا ہے کہ صحیح حقیقت کا انکشاف ہو جائے۔

وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ جو دین برحق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو قائم کرتے ہیں۔ دوستی رکھتا ہے نیز جو لوگ اس کی کتاب اور اسوۂ حسنہ سے دور ہیں اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے برعکس دعوت دیتے ہیں۔ وہ ان کو دشمن سمجھتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا فرمودہ بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی چنگا بے روگ دل جو کفر، نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہو گا وہی وہاں کام دے گا۔ ترے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑائے تو ممکن نہیں یہاں صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے۔ جو اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

مریض دل کافر کا بُرا انجام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ (آل عمران آیت ۹۰)

ترجمہ! بے شک جو لوگ کافر ہوئے۔ اور کفر کی حالت میں مر گئے تو کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس قدر سونا بدلے میں دے دے۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

کافر اور مشرک ساری دنیا کے خزانے دے کر عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا۔

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (یونس آیت ۵۴)

ترجمہ! اور اگر ہر ایک نافرمان کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں۔ البتہ اپنے بدلے میں دے ڈالے اور جب وہ عذاب دیکھیں گے۔ تو دل میں نادم ہوں گے۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہو گا۔

دو فرقے

مگر انسان دو فرقوں میں بٹ جاتے ہیں ایک وہ جو قلب سلیم رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں بھلائی ہے۔

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ (الرعد آیت ۱۸)

ترجمہ! جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے واسطے بھلائی ہے۔

دوسرا وہ فرقہ جن کا دل مریض ہے اور کفر و شرک اور نفاق کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر نہیں چلتے ان کا انجام بڑا ہے۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۝ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (الرعد آیت ۱۸)

ترجمہ:- اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا۔ اگر ان کے پاس سارا ہو جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اس کے ساتھ اتنا اور ہو تو سب جرمانہ میں دینا قبول کریں گے۔ ان لوگوں کے لئے بُرا حساب ہے۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے

مجرم کی تمنّا

قیامت کے دن مجرم چاہے گا کہ اس کی نجات ہو۔ مگر نجات کا ذریعہ تو قلب سلیم اور اعمال صالحہ ہیں یہ چیزیں اسے حاصل نہیں۔ نیز وہ چاہے گا۔ کہ ساری چیزیں وزن و فرزند خویش، و اقارب، فدیہ میں دے دے اور اس کو عذاب سے نجات حاصل ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ۝ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝

(المعارج آیت ۱۱ و ۱۸)

ترجمہ! مجرم چاہے گا کہ کاش اس کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دیدے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور ان سب کو جو زمین میں ہیں۔ پھر

اپنے آپ کو بچالے۔ ہرگز نہیں۔ بے شک وہ تو ایک آگ ہے۔ کھالوں کو اتارنے والی۔ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔

عبرت

کا مقام ہے کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کیلئے گنہگار سب کچھ فدیہ کے طور پر دینے کے لئے تیار ہوجائے گا۔ مگر دنیا میں مال کا دلدادہ بنا رہا۔ مال د دہن سمیٹنے میں شرعی حدود سے تجاوز کر گیا۔ حلال وحرام کی پرواہ نہ کی ——

نیز اسے خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ فریضہ زکوٰۃ تک ادا نہ کی، دوسرے حقداروں کے حقوق ادا نہ کئے۔ اب موقعہ گنوا کر سب کچھ دینے کے لئے تیار ہے۔ مگر یہ نمنا بے سود ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری غفلت کے پردے چاک کرنے کے لئے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے۔

" یا ابن اٰدم سمعت وعید اللہ ثم اوعیت الدنیا " (ابن کثیر)

ترجمہ: اے ابن آدم! تو نے اللہ تعالیٰ کی وعید سن لی۔ پھر بھی تو دنیا کا مال جمع کر رہا ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (المائدہ آیت ۳۶)

ترجمہ: جو لوگ کافر ہیں۔ اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تاکہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دے دیں تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا۔ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا اثر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلب سلیم عطا فرمایا تھا جو بقول حضرت شاہ صاحبؒ گمراہی اور عیب سے پاک تھا۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

ترجمہ: بے شک اسی کے طریق پر چلنے والوں میں ابراہیم تھا۔ جب کہ وہ پاک دل سے اپنے رب کی طرف رجوع ہوا۔

"یعنی"

(۱) انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں۔ اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے اسی لئے ابراہیمؑ کو نوحؑ کے گروہ سے فرمایا۔ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (مومنون رکوع ۴)

(۲) دیقلب سلیم، یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کرکے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا اور اپنی قوم کو بھی بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی آپ کی چند خصوصیات جو قلب سلیم کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) خالص توحید کی تعلیم دینا

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝

(والصفت۔ آیت ۸۵، ۸۶)

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ کیا تم جھوٹے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو۔

(۲) قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (والصفت آیت ۹۵ - ۹۶)

ترجمہ: کہا کیا تم پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ جو تم بناتے ہو

(۲) آگ میں جلا ڈالنے کی تجویز اور اس کی ناکامی

بت پرست قوم نے خود تراشیدہ بتوں کی پوجا کو چھوڑ کر توحید کا دامن نہ پکڑا۔ بلکہ الٹا آپ کو ختم کرنے کی ٹھان لی تاکہ قوم بتوں کی پوجا پر ڈٹی رہے اور توحید پرست نہ بن جائے۔ آپ کو آگ میں جھونک دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے گلزار بنا دیا۔

(۱) قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

(والصفت آیت ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: انہوں نے کہا اس کے لئے ایک مکان بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو۔ پس انہوں نے اس سے داؤ کرنے کا ارادہ کیا سو ہم نے انہیں ذلیل کردیا۔

(۲) قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

(الانبیاء آیت ۶۹ - ۷۰)

ترجمہ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انہوں نے اس کی برائی چاہی سو ہم نے انہیں ناکام کر دیا۔

(۳) ہجرت فرمانا

باپ کی بے جا سختی اور قوم سے مایوسی کے عالم میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ وطن چھوڑا، خویش و اقارب چھوٹے مگر دین کی خاطر ان باتوں کی پرواہ نہ کی۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ۝

(والصفت آیت ۹۹)

ترجمہ: اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانیوالا ہوں وہ مجھے راہ بتائے گا۔

(۴) لختِ جگر کی قربانی کا حکم

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ انہیں نیک اور صالح فرزند عطا ہو۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(والصفت آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے صالح لڑکا عطا کر اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسا فرزند سعید عطا فرمایا۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ (والصفت آیت ۱۰۱)

ترجمہ: پس ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی ——

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ آپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی قربان ہونے کو تیار ہوگئے۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝

(والصفت آیت ۱۰۳)

ترجمہ: پس جب دونوں نے تسلیم کرلیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ج ترجمہ: (اے ابراہیم) تو نے خواب سچا کر دکھایا ——

یہ ایک آزمائش تھی۔ جس میں آپ کامیاب نکلے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ (والصفت آیت ۱۰۶)

ترجمہ: البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔

مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہ تھا۔ بلکہ باپ بیٹے دونوں کا امتحان مقصود تھا۔

اسی لئے

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ (والصفت آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔

"یعنی"

بڑے درجے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ، حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ جبریلؑ نے بیٹے کو سرکا دیا۔ ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا۔ (موضح القرآن)

اس واقعہ کی یادگار کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے قربانی کی رسم مقرر فرمادی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝ صلے

(والصفت آیت ۱۰۸)

ترجمہ: اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی۔

لہٰذا

ہر سال "اذا الحجہ" کو ہماری قربانیاں اسی واقعہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کرنے کی تعلیم دیتی ہیں۔

(۵) بیتُ اللہ کی تعمیر کرنا۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (الحج آیت ۲۵)

ترجمہ: اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے کعبہ کی جگہ معین کر دی۔ کہ میرے ساتھ کسی .... کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھ۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

کہتے ہیں۔ کعبہ شریف کی جگہ پہلے بزرگ تھی۔ پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا۔ کہ بیت اللہ تعمیر کرو ...... اس معظم جگہ کا نشان دکھلایا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔

(تنبیہ) "مسجد حرام" کا ذکر پہلے آیا تھا اس کی مناسبت سے کعبہ کی بنا کا حال اور اس کے متعلق بعض احکام و دور تک بیان کئے گئے ہیں۔

(وَاِذْ بَوَّاْنَا) یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو۔ کوئی شخص یہاں آکر اللہ کی عبادت کے سوا مشرکانہ رسوم بجا نہ لائے کفار مکہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بُت لا کر کھڑے کر دیئے۔ العیاذ باللہ جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فللہ الحمد والمنّہ

(۶) اعلیٰ درجہ کے فرماں بردار

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۳۱)

ترجمہ: جب اسے اس کے رب نے کہا۔ کہ فرمانبردار ہو جا تو کہا کہ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم آپ کو ملتا آپ فوراً مان لیتے۔ بقول حضرت مولانا شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ "ابراہیم علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے فرمانبردار تھے"۔

(۷) اپنے لختِ جگر اور اس کی والدہ کو چٹیل میدان میں چھوڑنا

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراھیم۔ آیت ۳۷)

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایسے میدان میں بسائی ہے۔ جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت والے گھر کے پاس، اے رب ہمارے تاکہ نماز کو قائم رکھیں پھر کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں میووں کی روزی دے تاکہ وہ شکر کریں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ

یعنی اسماعیل علیہ السلام کو۔ دوسری اولاد حضرت اسحاق وغیرہ "شام" میں تھے۔

خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ حضرت اسماعیلؑ کو بحالت شیر خوارگی اور ان کی والدہ ہاجرہ کو یہاں چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بعدہٗ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی تشنگی اور ہاجرہ کی بیتابی کو دیکھ کر فرشتے کے ذریعہ وہاں "زمزم" کا چشمہ جاری کر دیا۔ جرہم کے خانہ بدوش لوگ پانی دیکھ کر اتر پڑے اور ہاجرہ کی اجازت سے وہیں بسنے لگے۔ اسماعیل علیہ السلام جب بڑے ہوئے۔ تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی، اسی طرح جہاں آج مکہ ہے۔ ایک بستی آباد ہوگی۔ حضرت ابراہیم گاہ گاہ ملک شام سے تشریف لایا کرتے تھے اور اس شہر اور شہر کے باشندوں کے لئے دعا فرماتے کہ خداوندا میں نے اپنی ایک اولاد کو اس بنجر اور چٹیل آبادی میں تیرے حکم سے تیرے معظم و محترم گھر کے پاس لا کر بسایا ہے۔ تاکہ یہ اور اس کی نسل تیرا اور تیرے گھر کا حق ادا کریں۔ اور تو اپنے فضل سے کچھ لوگوں کے دل ادھر متوجہ کر دے کہ وہ یہاں آئیں۔ جن سے تیری عبادت ہو اور شہر کی رونق بڑھے نیز ان کی روزی اور دلجمعی کے غیب سے ایسا سامان فرما دے کہ غلہ اور پانی جو ضروریات زندگی ہیں۔ ان سے گزر کر عمدہ میوے اور پھلوں کو یہاں افراط ہو جائے "تاکہ یہ لوگ اطمینان قلب کے ساتھ تیری عبادت اور شکر گزاری میں لگے رہیں۔ حق تعالیٰ نے سب دعائیں قبول فرمائیں آج تک ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی مشرق و مغرب سے کھنچ کھنچ کر وہاں جاتے ہیں۔ اعلیٰ قسم کے میوے اور پھلوں کی مکہ میں وہ افراط ہے۔ جو شاید دنیا کے کسی حصہ میں نہ ہو۔ حالانکہ خود مکہ میں ایک بھی ثمردار درخت موجود نہ ہوگا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے دعا میں اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ (کچھ آدمیوں کے دل) کہا تھا۔ ورنہ سارا جہان ٹوٹ پڑتا۔

(۸) آزمائش میں کامیاب ہونا

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ (البقرہ آیت) (۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیمؑ سے اللہ تعالیٰ نے چار امتحان لئے جن میں وہ کامیاب ہوئے اور امامت و پیشوائی کا عہدہ ملا ——

پہلا امتحان جذبۂ توحید کی پاداش میں آگ میں ڈالے گئے۔

دوسرا اسی پاک جذبہ کے باعث دیار اور اعزہ کو خیرباد کہنا پڑا۔

تیسرا۔ شیرخوار بچہ اور عصمت پناہ بیوی کو اعتماد علی اللہ پر بیابان میں چھوڑا۔ اور نشر و اشاعت دین کے لئے تشریف لے گئے۔

چوتھا اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

(۹) اللہ کا عہد (حق) پورا کیا۔

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اور ابراہیمؑ جس نے (اپنا عہد) پورا کیا۔

(۱۰) حنیف اور اللہ کے فرمانبردار تھے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (النحل آیت ۱۲۰ - ۱۲۲)

ترجمہ: بے شک ابراہیمؑ ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار اور تمام راہوں سے ہٹا ہوا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اسے اللہ نے چن لیا اور اسے سیدھی راہ پر چلایا اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا۔

ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (المتحنہ آیت ۴)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے لئے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے۔ اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے ——!

ہمیں چاہیئے کہ اپنی زندگی اس اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کر کے ہر دو سرا کی سرخروئی حاصل کریں اور اس جہان سے قلب سلیم لے کر رخصت ہوں۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ۝

بیت الحرام

مضطر گجراتی

وُہ پہلا گھر خدا کا، وہ پرستش گاہ انساں کی
وُہ مرکز جس سے پیوستہ ہیں دل توحید زادوں کے
وُہ مسکن برقِ سینا کا وہ منزل نورِ فاراں کی
ازل سے سلسلے ملتے ہیں جس کی پاک یادوں کے

وُہ تعمیرِ مقدّس، وہ حریمِ ذاتِ ربّانی
زمیں پر قبلۂ ثانی مسلمانانِ عالم کا
وُہ لاتعداد انسانوں کی سجدہ گاہِ رُوحانی
نشانِ رُوح پرور اتحادِ نسلِ آدم کا

نظامِ کائنات اب تک ہے شاہد جس کی عظمت پر
لقب بیت العتیق اس کا ہے قدریں ہیں عظیم اسکی
ازل سے فرض ہے جسکا طواف ابنائے ملّت پر
زمانے کی طرح تاریخِ صوری ہے قدیم اس کی

تخیّل اس کی عظمت کا بنایا جا نہیں سکتا
خلیل اللہ اس کا اوّلیں معمارِ اعظم ہے
سراغ اس کی قدامت کا لگایا جا نہیں سکتا
جو ملّت کا امام اور پیشوائے اہلِ عالم ہے

گواہی دے رہا ہے قصّۂ اصحابِ فیل ابتک
خدا نے کی ہے خود اس کی حفاظت کی سبیل ابتک
حرم کی تولیت کا فخر اسرائیل نے پایا
یہ منصب بعد میں اولادِ اسماعیل نے پایا

علی الترتیب یہ خدمت عرب والوں کو راس آئی
کلیدِ خانۂ کعبہ بنو ہاشم کے پاس آئی
مرورِ وقت نے ذہنوں میں بُت خانے بنا ڈالے
تراشے جو صنم ہاتھوں نے سب کعبہ میں لا ڈالے

ہزاروں دَور گزرے اسطرح تاریخِ انساں میں
اضافے شرک کے ہوتے رہے توحیدِ یزداں میں
غرض کعبہ کی حرمت بن گئی اِک خوابِ پارینہ
ہوائے کفر سے دھندلا گیا وحدت کا آئینہ

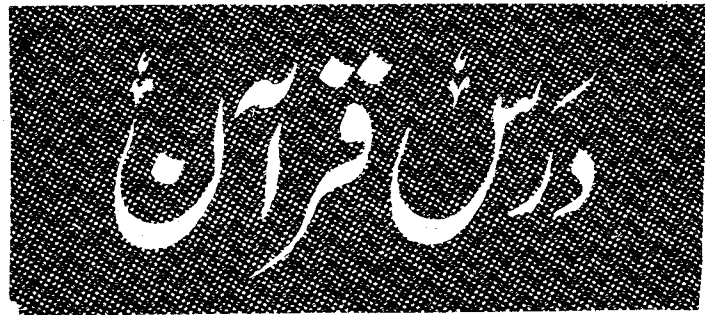
بالآخر نورِ ربّانی کا ہنگامِ نزول آیا
زمیں صدیوں سے جسکی منتظر تھی وہ رسول آیا
وُہ مُلہم جس کی خاطر ابنِ آذر نے دعا کی تھی
وہ جس کی ابنِ مریمؑ نے نویدِ جانفزا دی تھی

کیا اُس نے حرم کو پاک معبودانِ باطل سے
بسایا پھر اسے توحید کے جذباتِ کامل سے
یہ چودہ سو برس سے اب پرستش گاہِ انساں ہے
تجلّی زارِ یزداں پھر تجلّی زارِ یزداں سے

جہاں عرفان کی دولت عطا ہوتی ہے سینوں کو
جہاں مژدہ پذیرائی کا ملتا ہے جبینوں کو
جہاں شام و سحر انوارِ قدسی چھائے رہتے ہیں
فرشتے جس کے گرد و پیش پر پھیلائے رہتے ہیں

نگاہِ حسنِ فطرت نے کیا ہے انتخاب اس کو
ابد تک چھو نہیں سکتی ہوائے انقلاب اس کو

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں



قسط (۲)

سورۂ بقرہ - پارہ ۲ - آیت ۲۴۶ تا ۲۵۲ —— منعقدہ : ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء

مرتبہ : محمد عثمان غنی بی، اے

تو ارشاد فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا - کہ وہ کیسے ہمارا امیر ہو سکتا ہے ؟ اُس کے پاس تو دولت نہیں، کھانے کو نہیں، پینے کو نہیں - امام، نبیٔ وقت نے جواب دیا - چار دلیلیں بیان فرمائیں :-

۱- قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ - فرمایا نبی علیہ السلام نے، پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ نے چُن لیا اُس کو تم پر — خدا کا فیصلہ ہے - اس لئے تم اس میں مت اختلاف کرو -

۲- وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط اور دوسری بات یہ ہے کہ اُس کو علم میں وسعت عطا کی -

۳- اور تیسری بات یہ ہے کہ جسم میں اُسے وسعت عطا کی -

علم سے مراد باتفاق رائے علمائے تفسیر "علمِ حرب" ہے - جنگی امور کا علم —— میرے دوستو اور بزرگو ! یہ بھی علمِ دین ہے آپ دیکھ لیں کتاب المغازی میں، ہماری ہر حدیث کی کتاب میں کتاب المغازی ہے یہ الگ مسئلہ ہے کہ انگریز نے ہمیں سمجھایا کہ دیکھو جہاد نہ کرنا، یہ لڑنا جھگڑنا، یہ بڑی بُری بات ہوتی ہے - ہم نے کہا بالکل تم ٹھیک کہتے ہو - انگریز نے کہا - بس تم یہ کرو - کہ ٹائپ سیکھ لو - (میری بات سے ناراض نہ ہوں - مَیں انگریز کی بات کر رہا ہوں) — ٹائپ سیکھ لو، شارٹ ہینڈ سیکھ لو، قوم کی مخبری کرنا سیکھ لو - بس تم میرے بڑے مقرب بن جاؤ گے - تمہیں اس سے کیا ہے - کہ تم تلوار اٹھاتے ہو ؟ خبردار یہ مت کہو کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا - ہم نے یہ بھی کہہ دیا کہ واقعی سچی بات ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا —— اگر پھیلا تو کون سی بُری بات ہے ؟ تلوار سے پھیلا تو کیا پھیلا ؟ اسلام ہی پھیلا اور تو کچھ نہیں پھیلا ؟ مَیں آپ کے ہاں مہمان ہوں - حاجی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ بھائی مَیں نے تمہارے لئے (مَیں ویسے بات کرتا ہوں) حلوا تیار کرتا ہوں - تمہیں کھانا ہی پڑے گا - زور سے مجھے کھلا لیا تو کون سی بات کی ؟ اگر جبراً مجھے کھلا دیا کہ نہیں کھاؤ گے تو بس مَیں بڑا سختی کے ساتھ پیش آؤں گا - جبراً مجھے کھلا دیا تو مَیں کہہ دوں کہ حاجی صاحب نے بزورِ شمشیر مجھے حلوا کھلایا - تو کون سی بُری بات کی -؟ اگر صحابۂ کرام نے — خالد نے، عمر نے، عثمان نے، علی نے، ابو عبیدہ نے — (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تلوار سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پھیلایا تو کون سی بات کی ؟ تم تو تلوار سے ظلم پھیلاتے ہو، تم تو تلوار سے کروڑوں انسانوں کو تہ تیغ کر رہے ہو - تمہارے ایٹم تو کروڑوں بے گناہوں کو آگ میں جلا رہے ہیں - تم بھی یہ کہتے ہو کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ؟ اسلام نہیں بزورِ شمشیر پھیلا - اگر پھیلا بھی تو کوئی بُری بات نہیں ہے -

وَزَادَہٗ فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط اور اللہ نے اس کو علمِ حرب میں بھی وسعت دی ہے وَالْجِسْمِ ط اور جسم میں بھی بڑی وسعت ہے - بڑا لمبا، بڑا مضبوط قد، بڑا چوڑا چکلا قد، دیکھ کر رعب طاری ہو جاتے - یعنی جسم کا بھی رعب ہوتا ہے -

۴- اور چوتھی بات ؟ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ ط اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ دے دیتا ہے اپنی حکومت جس کو بھی چاہے - تم کیوں اعتراض کرتے ہو ؟

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ٥ اللہ بڑی وُسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے - اس لئے تمہیں یہ بات اب ماننی ہی پڑے گی - تمہاری تسلّی کے لئے مَیں کچھ اور بھی کہہ دیتا ہوں - وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اور کہا ان سے ان کے نبی نے اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖ - بے شک اُس کی حکومت کی سب سے بڑی نشانی - کہ وہ سچا تمہارا امیر ہے — اُس کی امارت میں تمہیں فتح حاصل ہو گی، کیسے ؟ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ کہ آ جائے گا تمہارے پاس ازخود اَلتَّابُوْتُ، وہ لکڑی کا بکس، فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ جس کو دیکھ کر تمہیں اطمینان ہو جائے گا - مِّنْ رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے وَبَقِیَّۃٌ اور اس تابوت میں کچھ تبرکات ہیں مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ ط جس کو چھوڑا ہے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اولاد نے - تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط اُس صندوق کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے — مَیں تمہاری تسلّی کے لئے کہہ رہا ہوں — نبی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارے ہاں جو تابوتِ سکینہ ہے - یعنی بنی اسرائیل نے لکڑی کا ایک بکس جسے کہتے ہیں تابوت اُس میں موسیٰ علیہ السلام کے کچھ تبرکات تھے، حضرت ہارون علیہ السلام کے کچھ تبرکات تھے - اور کیفیت یہ تھی کہ جب بنی اسرائیل پر کوئی مصیبت آتی تھی تو اس تابوت کی برکت سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتے تھے اللہ تعالےٰ دعاؤں کو قبول کرتے تھے —— توسّل بالانبیاء، توسّل بالاولیاء یہ بالکل صحیح ہے - قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کر لیتے ہیں - لیکن جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو وہ تابوت کہیں ان سے گُم ہو گیا اُس کو اٹھا لیا گیا - برکتیں اُٹھ جاتی ہیں جب قوم میں اختلاف اور انتشار پیدا ہو - صحیح حدیث میں آتا ہے - نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے لیلۃ القدر کا علم دیا گیا کہ فلاں تاریخ کو ہو گی - لیکن جب تم آپس میں لڑے، مَیں باہر نکلا - دیکھا تم آپس میں لڑ رہے تھے - تو وہ علم مرتفع کر دیا گیا — تو وہ بنی اسرائیل سے تابوت گُم ہو چکا تھا تو نبی علیہ السلام نے کہا کہ دیکھو تمہیں مَیں بتاتا ہوں وہ تابوت جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ ازخود تمہارے پاس آ جائے گا تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط اُسے فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے - پھر بھی تم مانتے ہو یا نہیں مانتے ؟

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ اس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں تمہارے لئے - اگر تم یقین رکھنے والے ہو — چنانچہ وہ تابوت آ گیا — غائبانہ مدد ہوئی — جنگ بدر میں بھی مسلمانوں کی اللہ تعالےٰ نے مدد کی، جنگِ حنین میں اللہ تعالےٰ نے مدد کی - اللہ تعالےٰ نے انفرادی مدد کی، اجتماعی مدد کی، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو نازل کر دیا کرتے ہیں — کیوں -؟ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ٥ کی تفسیر میں علماء نے

یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تدبیر امر پر مقرر ہیں اور تدبیر امر میں سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو اُس کی مصیبت کو فرشتے آکے آسان کر دیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے — یہ عین ممکن ہے۔

ایک صحابی ہیں نوجوان جنہوں نے حضرت عباس کو بدر کے میدان میں گرفتار کیا تھا۔ حضرتِ عباس نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور یہ جنگِ بدر میں اسلام کے خلاف تھے۔ جنگِ بدر کے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔ بڑے قوی ہیکل اور طاقتور انسان تھے۔ ستر لوگ پکڑے گئے تھے غیر مسلم۔ اُن میں سے حضرت عباس بھی تھے۔ تو جس صحابی نے آپ کو گرفتار کیا تھا، باندھ کر لایا تھا مدینہ منورہ سے پیدل چلا کر، وہ بڑا پتلا دبلا تھا۔ ابوالیوسف اُس کا نام ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ تم نے کس طرح میرے چچا کو گرفتار کر لیا؟ تم تو بڑے دُبلے پتلے ہو۔ تم میں یہ قوت کہاں سے آئی؟ ("احکام السلطانیہ" میں ہے) تو اُس نے عرض کیا۔ کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جب عباس کو دیکھا کہ یہ جنگ میں موجود ہیں تو مجھے بڑا صدمہ ہوا اور میں نے کہا اس کو میں ہی گرفتار کرونگا۔ مجھ میں واقعی ہمت نہیں تھی۔ ان کا قد بڑا قوی اور یہ بڑے طاقت ور تھے لیکن جب میں نے ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید کپڑوں والا انسان میرے ساتھ ہو گیا۔ ہم دونوں نے مل کر حضرت عباس کو باندھ لیا۔ میں نہیں جانتا۔ وہ کون تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ جبریلؑ امین تھے۔ تیری مدد کے لئے آئے تھے۔ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ۔ اس میں کون سا بُعد؟ کوئی بُعد نہیں ہے۔

چنانچہ یہ بات ہوئی — قوم نکلی۔ فَلَمَّا طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ۔ جُنود جمع جُند کی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ ستر ہزار آدمی آپ کے ساتھ تھے — ستر ہزار — فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ۔ پس جب طالوت اپنی فوجوں کو لے کر نکلے جن کی تعداد ستر ہزار تھی قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبۡتَلِيۡكُمۡ بِنَهَرٍ‌ۚ اپنی قوم سے کہا۔ کہ دیکھو اب تمہیں اللہ تعالیٰ آزمانے والے ہیں اس نہر کے ساتھ — نہر سے مراد اُردن کی نہر ہے۔ فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡهُ فَلَيۡسَ مِنِّىۡ‌ۚ۔ جو اس کا پانی پی لے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ پانی مت پینا — اس میں کوئی فوجی مصلحت تھی یا کیا تھا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے۔ اپنے امیر نے کہا کہ دیکھو اس پانی کو مت پینا وَمَنۡ لَّمۡ يَطۡعَمۡهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡٓ۔ اور جو اس کو نہ چکھے گا۔ پس وہ میرا ہی ہے۔ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةًۢ بِيَدِهٖ‌ۚ ہاں ہاتھ سے ایک چلّو بھر لو، منہ کو صاف کر لو۔ کچھ تمہیں اطمینان ہو جائے۔ لیکن پیٹ بھر کر مت پینا۔ فَشَرِبُوۡا مِنۡهُ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ‌ؕ۔ پس سب نے پی لیا مگر تھوڑے باقی رہ گئے۔ نافرمان قوم تھی۔ امیر کی نافرمانی کی۔ میدانِ جنگ میں بھی اُس کی مخالفت کی — ستر ہزار میں سے تین سو تیرہ رہ گئے باقی سب نے پانی پی لیا۔ علمائے تفسیر لکھتے ہیں اُن کی تعداد اصحابِ بدر کی تھی۔ ۳۱۳ رہ گئے۔ عبور کیا تو پھر کیا بنا؟ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ۔ پس جب نہر کو عبور کیا طالوت نے بھی اور ان لوگوں نے جو طالوت کے ساتھ تھے۔ قَالُوۡا لَا طَاقَةَ لَنَا الۡيَوۡمَ بِجَالُوۡتَ وَجُنُوۡدِهٖ‌ؕ کہنے لگے آج ہم نہیں لڑ سکتے۔ جالوت اور اُس کی فوجوں کے ساتھ — آج تو ہمارا معاملہ خراب ہے۔ وہ جنہوں نے درخواستیں کی تھیں کہ ہم لڑنا چاہتے ہیں جب اللہ کی تھوڑی سی نافرمانی کی، پانی پی لیا۔ حالانکہ پانی حرام نہیں تھا۔ ابتلاء آزمائش، تھوڑی سی نافرمانی کی، وہ قوت سلب ہو گئی — مسلمان کی قوت ہے ایمان کے ساتھ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کی طاقت بہت اونچی طاقت ہے۔ اگر مسلمان اس کو سنبھال لے۔ اللہ کے نام میں میرے بزرگو وہ قوت ہے، حقیقت ہے کہ جو ایٹم میں نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، بشرطیکہ ہم اللہ کے نام کو سنبھال سکیں۔ اُس کی ہدایات کے مطابق اللہ کو ہم یاد کریں۔ اللہ کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گذاریں۔ اتنی قوت ہے اللہ کے نام میں کہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو وہ قوتیں سلب ہو گئیں تو کہنے لگے کہ ہم تو لڑ نہیں سکتے۔ لیکن جو تین سو تیرہ تھے۔ جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا، اُن کا ایمان کیا کہتا ہے؟ قَالَ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوا اللّٰهِ۔ کہنے لگے وہ لوگ جنہیں یقین تھا کہ ہمیں اللہ سے ملنا ہے، کیا ملنا ہے؟ کہ اگر ہم زندہ رہ گئے تب بھی کسی وقت تو مریں گے۔ اگر میدانِ جنگ میں مارے گئے تو شہید ہو جائیں گے۔ ہماری زندگی تو دو پہلوؤں میں ہے۔ قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ‌ؕ فرمایا اے مسلمانو! کافروں سے کہہ دو تم ہمارے متعلق دو باتوں کا فیصلہ کر سکتے ہو اور وہ دونو ہمارے لئے اچھی ہیں۔ ہم زندہ رہیں گے تو غازی ہو جائیں گے۔ مر جائیں گے تو شہید ہو جائیں گے۔ ہمیں دونو صورتوں میں گھاٹا نہیں ہے۔ تو انہوں نے بھی کہا۔ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوا اللّٰهِ۔ ایک نہ ایک دن ہمیں اللہ سے ملنا ہی ہے تو اب بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ — کیا کہا — كَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةًۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ یہ ہو سکتا ہے، کئی مرتبہ یہ ہوا ہے کہ چھوٹی سی جماعت بڑی جماعتوں پر غالب آگئی۔ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ اللہ کے حکم کے ساتھ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ‏ ۝ اور اللہ خود ہو جاتا ہے ثابت قدموں کے ساتھ۔ صبر کا معنیٰ ہے ثابت قدمی۔ جو لوگ اللہ کے دین پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ خود ہو جاتا ہے۔ اگر ستر ہزار میں سے ۳۱۳ ہم رہ گئے ہیں تو کوئی یہ بُری بات نہیں نہ کوئی یہ مشکل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے لہذا بسم اللہ کر کے حملہ کرو۔

وَلَمَّا بَرَزُوۡا لِجَالُوۡتَ وَجُنُوۡدِهٖ۔ اور جب میدان میں نکلے یہ طالوت اور طالوت کی فوج، جالُوت کا مقابلہ کرنے کے لئے تو کیا کہا؟ قَالُوۡا — اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔ رَبَّنَا! اے ہمارے رب! اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا۔ ڈال دے ہم پر صبر کو۔ "افراغ" کہتے ہیں اُس پانی ڈالنے کو۔ ایک انسان چوٹی پر پانی ڈالے اور پاؤں کے ناخنوں سے نکل جائے۔ عربی میں اسے کہتے ہیں "افراغ" کیا مقصد؟ کہ ہمارے سارے بدن میں صبر کی قوت پیدا کر دے۔ سر پر چوٹ لگے تو سر برداشت کرلے، بازو پر لگے تو بازو برداشت کرلے، ٹخنوں پر لگے تو ٹخنے برداشت کریں — ہمارے سارے بدن کو صبر کے رنگ میں رنگ دے۔ وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا اور ہمارے پاؤں کو میدانِ جنگ میں جمائے رکھ۔ وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ اور ہماری مدد کر اپنے ان نافرمانوں کے مقابلے میں، یہ تو کافر ہیں، تیرے نافرمان ہیں، ہم تیرا نام لیتے ہیں۔ یا اللہ! ہم نے

اپنے آپ کو میدان میں پیش کر دیا۔ آگے فتح دینی تو تیرا کام ہے۔ اگر گھر میں بیٹھے دعائیں مانگتے۔ تو شاید تو کہتا کہ باہر تو نکلو۔ ہم باہر نکل آئے تیرے حکم کے مطابق، ہم نے اپنی جانیں پیش کر دیں۔ اب اللہ! تجھ سے فتح کی دعائیں مانگتے ہیں۔

نتیجہ کیا نکلا؟ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ پس اُن ۳۱۳ نے جالوتیوں کی ساری فوج کو شکست دے دی۔ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ اور قتل کر ڈالا داؤد نے جالوت کو، جالوت خود مقتول ہو گیا میدانِ جنگ میں۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس وقت نوجوان تھے ابھی آپ کو اللہ نے نبوّت عطا نہیں کی تھی۔ لیکن چونکہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ وہ بھی طالوت کے زیرِ کمان ہو کر جالوت کے ساتھ لڑے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جہاد میں جانا، یہ نبی بھی جایا کرتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے ہمیں بھی جانا چاہئے۔ مولویوں کو، پیروں کو، آپ کو، چھوٹوں کو، بڑوں کو۔ بھائی! ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بنتے ہیں، امّت سے اپنے ہاتھوں کو چومتے ہیں، پاؤں کو چوماتے ہیں، ٹخنوں کو چوماتے ہیں، گھٹنوں کو چوماتے ہیں۔ کس لئے۔؟ تم ہماری عزّت کیوں کرتے ہو؟ تم ہمیں اللہ تعالےٰ کے نبی کا نائب سمجھتے ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو میدانِ اُحد میں جا کر یہ کہیں۔ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب۔ میں خدا کا سچا رسول ہوں، میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ میدانِ اُحد میں انگلی شہید کرائی، دانت مبارک کو شہید کرایا۔ اور ہم اللہ کے نبی کے مطیع ہو کر صرف اسی بات پر قانع ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم حجروں میں بیٹھ کر صرف اللہ اللہ کر لیں۔ اللہ اللہ میں واقعی بڑی قوت بھی ہے، اس میں کچھ شک نہیں۔ لیکن جب ضرورت پڑے تو ہمارے اکابر کی طرح میدانِ کارزار میں بھی کُود ے۔ کبھی مالٹا میں قید ہو، کبھی کراچی میں قید ہو، کبھی رانچی میں قید ہو، کبھی جلاوطن ہو، کبھی ہتھکڑیاں لگی ہوں تو لاہور کی کوتوالی میں آ کر اس کو آزاد کیا جائے۔ یہ ہے سنّتِ انبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

تو فرمایا قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ قتل کیا داؤد نے جالوت کو۔ جالوت بھی مارا گیا۔ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اور اللہ نے دے دی حضرت داؤد کو بادشاہی بھی وَالْحِكْمَةَ نبوّت بھی۔ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ۔ اور سکھایا جو اللہ چاہتے تھے۔ جالوت کے قتل کے بعد طالوت کی حکومت ہو گئی۔ طالوت کی صرف ایک بیٹی تھی اُس کا نکاح ہوا حضرت داؤد کے ساتھ۔ طالوت کی موت کے بعد عراق، فلسطین، شام اس سارے علاقے پر حکومت رہی ہے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی۔ حضرتِ داؤد نبی بھی تھے، حضرت داؤد بادشاہ بھی تھے۔ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ سنو بھائی! یہ جھگڑے وگڑے مصیبتیں نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ۔ اگر اللہ تعالےٰ بعض کا زور بعض سے کم نہ کراتا۔ ایک کی قوّت کو اللہ تعالےٰ دوسروں کی قوتوں سے نہ توڑتا، اللہ تعالےٰ ظالموں کو دنیا سے فنا نہ کرتا، اللہ تعالےٰ جہاد و جدال اور قتال کو شروع نہ کرتا۔ بلکہ ایک جماعت یا ایک قوم کی دنیا پر حکومت رہتی، نتیجہ کیا نکلتا؟ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ۔ دنیا تباہ ہو جاتی۔ وُہ من مانی کاروائیاں کرتا، جو دل میں آتا وُہ کرتا، وہ فرعون بے عون بن جاتا۔ اللہ تعالےٰ نے قتال اور جہاد کو جاری کر دیا۔ تاکہ دنیا میں اپنی طاقت پر کسی کو یہ گھمنڈ نہ رہے کہ میرے مقابلے کا کوئی نہیں۔ بلکہ وہ یہ سمجھے کہ عزّت اور ذلّت میرے قبضے میں نہیں بلکہ کسی اَور کے قبضے میں ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں۔ جہاد بھی ایک اللہ کی مہربانی ہے۔ یعنی جہاد، یہ رحمتوں کا خزانہ ہے، جہاد اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس لئے امام الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس دن سے مجھ کو اللہ نے نبی بنایا اس دن سے جہاد شروع ہے یعنی جہاد قیامت تک رہے گا یہاں تک کہ میری امّت کے آخری دَور میں میری امّت کا ایک گروہ دجّال کو بھی قتل کر ڈالے گا۔ کیونکہ جہاد اللہ کی رحمت ہے اور میری امّت کسی وقت بھی اللہ کی رحمتوں سے خالی نہیں رہے گی۔ اس لئے فرمایا کہ جہاد کیا ہے؟ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اللہ کی رحمت ہے۔ اور باقی بات کیا ہے؟ تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ۔ اس کو قصہ مت سمجھو، تاریخی حقیقت مت سمجھو۔ تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ۔ یہ اللہ کی باتیں ہیں۔ یہ تو اللہ کی آئتیں ہیں۔ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ۔ جو ہم آپؐ ہی کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ کیوں؟ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ آپؐ ہمارے رسولوں میں سے ہیں۔ تو رسولوں کے ساتھ تو میں ایسی باتیں کیا کرتا ہوں۔ تم رسولوں میں سے ہی نہیں بلکہ سب رسولوں کے سردار ہو۔ امام الانبیاء ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ صدق اللہ العلی العظیم۔

دُعا

یا اللہ! درسِ کریم کو تو قبول فرما۔ یا اللہ! اگر صحیح باتیں ہوئی ہیں تو تو قبول فرما اگر کہتے ہیں، سنتے ہیں، سمجھتے ہیں کوئی غلطی ہوئی ہے تو تو معاف فرما۔ مجھے بھی، ان بھائیوں بہنوں، بچیوں کو یا اللہ صحیح راہ نصیب فرما یا اللہ! یہ جو بھائی اپنے اپنے کام کو چھوڑ کر تیرے کلام کو سننے کے لئے جمع ہوئے ہیں ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اللہ! ان کے شوق میں برکت پیدا فرما۔ یا اللہ! تمام مسلمانوں کو قرآن کی طرف متوجّہ فرما۔ اللہ! ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! جو بچّے بچیاں چھوٹے بڑے بیمار ہیں ان کو شفا نصیب فرما۔ یا اللہ! جو مسلمان فوت ہو چکے ہیں۔ ان کو جنّت نصیب فرما۔ یا اللہ! جس بھائی کی کوئی غرض دینی دنیاوی تیری شریعت کے مطابق ہو اُسے پوری فرما۔ یا اللہ! بیکسوں کی مدد فرما۔ یا اللہ! پریشانوں کی پریشانیوں کو دُور فرما۔ یا اللہ! کشمیر کے مظلوم مسلمانوں پر اپنا رحم وکرم فرما۔ یا اللہ! بھارت میں جو مظلوم مسلمان ہندوؤں کے ظلم وستم کا نشانہ ہو رہے ہیں تو اُن پر اپنا فضل وکرم فرما۔ اُن کی مدد کے لئے پاکستانیوں کو یا اللہ قوت اور طاقت نصیب فرما۔ یا اللہ! فلسطین کے عربوں پر رحم وکرم فرما۔ یا اللہ! قبرص کے ترکوں کو یونانیوں کی غلامی سے نجات دلا۔ اُن کے مظالم سے یا اللہ ان کو محفوظ رکھ۔ یا اللہ! ہماری فوجوں کو فتح ونصرت نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمارے جو نوجوان شہادت کے مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں اُن کے درجات کو بلند فرما، اُن کے بیوی بچوں کو یا اللہ صبرِ جمیل سے نواز۔ یا اللہ! جو ہمارے نوجوان محاذ پر ہیں اُن کے قدموں کو ثابت رکھ، اور یا اللہ اُن پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔ اللہ! ہماری ساری قوم کو جذبۂ جہاد سے سرشار کر۔ اللہ! ہمیں وہ قوت عطا فرما کہ ہم تیرے دین کو دنیا میں سربلند کر سکیں اللہ! مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمتوں کو واپس

(باقی ص۱۵ پر)

مولانا جمیل احمد میواتی

عیدین کی مبارک راتیں یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی مخصوص راتیں

فضائل و مسائل قربانی نیز قربانی سے متعلق چند ضروری باتیں

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہر آن دیتے ہیں۔ دیتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ دیتے رہیں گے۔ اس کے خزانوں میں اوّل و آخر کے مانگنے والوں کی تمام مرادیں پوری کر دینے کے بعد بھی ذرّہ برابر کمی کا تصور کرنا بھی کفر ہے۔ فقط وہی دینے والا ہے۔ اس کے سوا سب لینے والے ہیں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا دے ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ نہ اس جیسی قدرت کسی کو حاصل نہ چیزوں کے خزانوں کی کنجی کسی دوسرے کے ہاتھوں اسی کے حکم سے ملتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ وہ اصل نہیں ہیں۔ وہ ذرائع، وسائط اور راہیں ہیں، اسباب ہیں۔ اسباب سے خود اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ اسباب کے بغیر سب کچھ کر سکتا ہے۔ اسباب اس کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے سوا دوسروں سے مانگنا کتنا گھناؤنا فعل ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرما ہم نہایت کمزور ہیں۔ ہر اعتبار سے تو قوی ہے قوت والا ہر اعتبار سے۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت

گھڑیوں میں بعضی گھڑی، دنوں میں بعضے دن راتوں میں بعضی راتیں اور مہینوں بعضے مہینے ایسے ہیں جہاں جلد اور ضرور دعائیں قبول ہوتی ہیں، قرآن مجید، احادیث مبارکہ میں ان کی جدا جدا فضیلتیں مذکور ہیں۔ ذیل میں سال کی پانچ مبارک راتوں میں سے تین راتوں کا بالعموم اور ایک رات کا بالخصوص اپنے اکابر مقدسین کی تصانیف سے جمع کر کے بتلائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قربانی سے متعلق چند فضائل و مسائل بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ تفصیل متذکرہ کتب میں دیکھ لی جاوے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہم سب کو اپنے سے ہر آن مانگنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مانگے جانے کو قبول فرمائے وہ جو کچھ عطا فرما دیں یہ ان کا فضل و احسان ہے۔ وہ نہ دیں یہ ان کا عدل و حکمت ہے۔ یا اللہ ہم تیری کسی نعمت کے مستحق تو ہرگز نہیں۔ ہاں ہر گھڑی محتاج اور بہت محتاج ہیں تو بہت بہت شکر بجا لانے اور صبر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیے آمین ثم آمین۔ بحرمت سیّد المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رات چونکہ پہلے آتی ہے اور دن بعد میں، شب عید الفطر اور شب براۃ تو چونکہ گذر ہی چکی اب تو شب عید الاضحیٰ باقی ہے۔ لہٰذا اوّل شب کے فضائل لکھے جاتے ہیں اس کے بعد قربانی کے فضائل اور مسائل لکھے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک راتوں اور دنوں کی قدر پہچاننے کی توفیق مرحمت فرمائیں آمین۔ مرنا ہے اللہ کے یہاں جانا ہے۔ قبر کی منزل آنی ہے دین کو کھیل تماشا بنانا پاگلوں کا کام ہے عقلمند وقت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ناکہ ادھر ادھر کے بے کار مشغلوں مثل جھنڈی لگانا، آتشبازی چھوڑنا، چراغاں کرنا وغیرہ وغیرہ میں سارا وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہ ہی چند گھڑیاں عبادت کی ہوتی ہیں جو لوگ ان ہی مبارک ساعتوں کو من گھڑت دین و ایجاد کردہ رسومات قبیحہ میں گزار دیتے ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے۔ یہ حمقائے زمانہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے۔ ان کی ریس کرنا شیطان کا اتباع کرنا ہے۔ سب سے بہتر طریقہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس میں نجات ہے سب سے بدترین طریقہ بدعات و خرافات و مروجہ رسومات پر چلنا ہے۔ جس میں مال و جان کی اضاعت اور دونوں جہانوں کا خسارہ ہے۔ اللھم احفظنا

سیّد الاتقیاء حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دام مجدہم العالی اپنی تصنیف "فضائل رمضان" صفحہ ۱۰۶ میں احادیث مبارکہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔ "ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص پانچ راتوں میں عبادت کے لئے جاگے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ لیلۃ الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کی رات۔) لیلۃ العرفہ (۹ ذی الحجہ کی رات) لیلۃ النحر (۱۰ ذی الحجہ کی رات) ذی الحجہ بقر عید کے مہینے کا نام ہے "یعنی عید بقر کی ۸، ۹، ۱۰ تاریخ کی راتوں کو عبادت کے لئے جاگنا" (یہ راتیں ۷ ذی الحجہ کی شام سے شروع ہوتی ہیں) اور عید الفطر کی رات اور شب براۃ یعنی ۱۵ شعبان کی رات، فقہائے عیدین (یعنی دو عیدوں کی راتیں) کی رات میں جاگنا مستحب لکھا ہے۔ کتاب ماثبت بالسنہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ پانچ راتیں دعا کی قبولیت کی ہیں۔ جمعہ کی رات، عیدین کی رات، غرہ رجب کی رات اور نصف شعبان کی رات (یعنی شب براۃ۔

تنبیہ

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ رمضان شریف میں جمعہ کی رات کا بھی خصوصیت سے اہتمام کیا جائے کہ جمعہ اور اس کی رات بہت متبرک اوقات ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مگر چونکہ بعض روایات میں جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص کرنے کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ کہ ایک دو رات کو اس کے ساتھ اور بھی شامل کرے

نبی کریم رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کر کے دونوں عیدوں میں جاگے۔ اور عبادت میں مشغول رہے اس کا دل اس دن نہ مرے گا۔ جس دن لوگوں کے قلوب میں مردنی چھاتی ہے اس کا دل زندہ رہے گا۔ (اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ اس کی روح بیہوش نہ ہو گی۔) اللہ اللہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ مرنے کے بعد جب ہیبت ناک مناظر سامنے آئیں گے۔ اس وقت ان چیزوں کی قدر معلوم ہو گی۔ ہم لوگ سوائے چند اخص الخواص حضرات کے عیدین کی راتوں کو کھیل تماشہ راحت و آرام، بیویوں سے ہمبستری کی مخصوص رات سمجھتے ہیں۔ کھیل تماشہ تو خیر سبب لعنت رہا سوال آرام سو تھوڑا بہت آرام اس نیت سے کرے کہ تازہ دم ہو کر عبادت کروں گا۔ کوئی برا نہیں اور بیویوں سے اختلاط سو یہ بھی درست ہے مگر ساری رات اس چکر میں رہنا بہت ہی محرومی کی بات ہے۔ اگر ایسی صورت پیش آ بھی جائے تو فوراً غسل کر کے عبادات میں مشغول ہو جائے۔ تساہل نہ برتے۔ مگر یہ راتیں پھر نصیب کہاں معلوم نہیں اگلے سال زندہ رہیں بھی یا نہ رہیں نہ پل کا پتہ نہ کل کا پتہ۔ عجیب بات یہ ہے کہ ملازم پیشہ لوگ دور دور سے عیدین پر چھٹیاں لے کر گھر آتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ راتیں بس اسی مخصوص کام یعنی جماع زوجین کے لئے ہیں۔ اور تکمیل عید اسی سے ہے۔ نہیں، بھائی نہیں۔ یہ بات یوں ہے۔ اصل کام تو رات کو عبادت میں مشغول ہونا ہے۔ اس کے لئے ضرور وقت نکالو۔ لوگ عید کی راتوں کو سودا سلف خرید نے بازار

میں تفریح کرنے اور حجاموں کی دوکانوں پر گذارنے کو عید سمجھتے ہیں۔ ہمارے دِلّی میں محلہ قرول باغ کے میواتی تمام رات حجام کی دوکانوں پر رات بسر کرتے اور نصف رات کے بعد حجامت بنوانے کو فخر سمجھتے تھے۔ ہم نے تو یہ دیکھا کہ ان ۸۰ ہزار کی آبادی میں کوئی عابد، زاہد، عالم ایسے لوگوں میں سے پیدا نہیں ہوا۔ جن کو دین کی اتنی بھی سمجھ نہیں کہ عید کی رات کیا ہے ان سے کیونکر صلحاء کی نسل قائم ہوگی

عزیزو ابھی وقت باقی ہے گذرے ہوئے پر ندامت اختیار کرو۔ بقیہ زندگی کو عبادات میں گذارو ان راتوں میں جاگو اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں مانگو مقبولیت کا وقت ہے۔ ویسے بھی تم اپنی حاجات کے پورا نہ ہونے، دعاؤں کے پورا نہ ہونے کا رونا روتے ہو دیکھو یہ کیسے عمدہ مواقع ہیں ان سے فائدہ حاصل کرو اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہیں بُلا بُلا کر دیتے ہیں۔ تہجد کا وقت سارے سال ہی عبادت کا ہوتا ہے اور قبولیت، دعا کے بارے میں تو یہ وقت مخصوص ہے۔ پھر عیدین کی راتیں جو سراپا اسی فضیلت اسی برکت سے نوازی گئی ہیں۔ ان سے ضرور فائدہ حاصل کرو۔

شب عید گزارنے کا طریقہ

قرآن وحدیث میں ان راتوں کے گذارنے کے کہیں بیان نہیں ہوا۔ بس ثواب کی نیت سے جاگنے اور عبادات میں مشغول رہنے کے اشارات ملتے ہیں تو معلوم ہوا کہ کوئی خاص طریقہ وضع کرنا جس کو ضروری خیال کرنا اور اس کے ترک کو گناہ خیال کرنا دوسرے پر طعن کرنا۔ یہ سب چیزیں دین سے ناواقفیت کی دلیلیں ہیں۔ عشاء کی نماز سے فراغت پاکر نوافل، تلاوت کلام شریف دیگر اوراد و وظائف جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔ دینی کتب کا سننا دوسروں کو سنانا یہ سب شامل ہے، نوافل کے بارے یہ ضرور یاد رہے کہ نوافل کی جماعت نہ کرے۔ نہ صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کرے فقہاء کرام نے اس کو منع فرمایا ہے آج مساجد میں نوافل کی جماعت بالخصوص صلوٰۃ التسبیح کی جماعت ہوتی ہے اور نیز سے یہی ائمہ مساجد عوام جہال کے اصرار پر مجبوراً ایسا کر گزرتے ہیں یہ کوئی مجبوری نہیں بلکہ بزدلی ہے دین کو عوام کی منشاء کے مطابق نہیں ڈھالا جائے گا۔ عوام کو دین پر ڈھلنا ہوگا۔

بعض دیہاتوں میں دیکھا گیا ہے امام صاحب دو دو عیدیں پڑھاتے ہیں۔ کہیں عورتوں کی امامت کہیں مردوں کو نماز پڑھا دی۔ یہ سب غلط طریقے ہیں ایک شخص ایک جگہ امامت کرا کر دوسری جگہ اسی نماز کو کیسے پڑھا سکتا ہے۔ لہٰذا ان باتوں سے پرہیز کیجئے گا علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھیں مستورات گھروں میں پڑھیں۔ عام طور پر مستورات عید کی نماز مل کر مسجد میں پڑھتی ہیں یہ بھی درست نہیں۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے اگلی صف مردوں کی ہے تو پچھلی صف عورتوں کی۔ اس طرح کسی کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ جب نوافل پڑھتے پڑھتے تھک جاؤ دیگر عبادات میں اپنے آپ کو مشغول رکھو۔ خالی سستانا بھی امر سے خالی نہیں۔ ساری رات نہ جاگ سکو۔ کچھ دیر آرام کرلو۔ ٹائم پیس ہو الارم بھرلو۔ کئی دوست ہوں تو باری باری جاگ لو۔ اخیر شب میں سب جاگیں کہ یہ خاص وقت ہوتا ہے۔ آسانی خیال کرو تو بیدار رہنے کے سلسلہ میں چائے وغیرہ کا بندوبست کرلو۔ غل غپاڑہ مساجد میں شور کرنا، بہت برا ہے۔ گھروں میں نوافل ادا کرنا افضل ہے جتنا پڑھو اخلاص سے پڑھو۔ صبح کو گاتے نہ پھرو کہ صاحب رات ہم نے اتنی عبادت کی ہے۔ جاگنے کے سلسلہ میں ایسا نہ ہو کہ فجر کے فرض سے رہ جاؤ اس کا بہت خیال رکھو۔ خدا سے رات کو جاگنے کو قبول کئے جانے کی درخواست کرو۔ اور عبادات کے سلسلہ میں اپنے آپ کو قصوروار سمجھو کہ ہم سے بہت کمی کوتاہی ہوئی ہیں اس پر ندامت ہو نہ یہ کہ اپنے آپ کو شب بیدار خیال کرکے مغرور و نازاں ہو۔

اس ماہ مبارک کے نفلی روزوں کے فضائل

۱۔ شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت بہتر ہے۔

۲۔ عرفہ یعنی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے گناہ اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

۳۔ حاجی حضرات یہ روزہ نہ رکھیں تاکہ ارکان کی ادائیگی میں ضعف محسوس نہ ہو۔ اس لئے وہ فرض و واجب کے درجہ میں ہیں۔ اسی لئے ایسی تمام نفلی، عبادات جس سے فرائض و واجبات میں کوتاہی واقع ہوتی ہو ان کو چھوڑنا ضروری ہے۔

ایک ضروری مسئلہ سال میں پانچ روزے حرام ہیں۔ دونوں عیدوں کے دنوں کے روزے، اور بقرعید کی جو تاریخوں یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو فرض نمازوں کے بعد جن میں تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ ان دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ان دنوں میں روزے رکھنا حرام ہیں

تنبیہ

جو صاحبان ایام بیض یعنی ہر چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵، کے نفلی روزے رکھتے ہیں ان کو چاہیئے کہ بقرعید کے بعد جو ۱۳ تاریخ ہوگی اس میں اس دن کا روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ کا روزہ رکھ لیں۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد پاک وارد ہوا ہے۔ کہ جو رمضان شریف کے روزے رکھے اور ہر ماہ کے ۱۳، ۱۴ ۱۵ چاند کی تاریخوں کے روزے رکھے تو اس کا دل وساوس و کھوٹ سے پاک رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے آمین

قربانی کے بعض فضائل ایک حدیث شریف میں ارشاد پاک وارد ہوا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیا ہے ارشاد فرمایا۔ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے ۱۔ عرض کیا گیا ہم کو اس کے بدلہ میں کیا ملے گا۔ فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی عرض کیا گیا اگر اون والا جانور ہو تو فرمایا ہر اون کے بدلہ بھی ایک نیکی۔ ۲۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دنوں میں سب سے پیارا عمل قربانی کرنا ہے۔ قربانی کا جانور معہ اپنے سینگوں کے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان چیزوں کے بدلہ میں ثواب ملے گا) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک درجہ میں پہنچ جاتا ہے۔ سو تم لوگ جی خوش کرکے قربانی کرو (یعنی زیادہ داموں کے خرچ ہوجانے پر جی برا مت کرو ۳) ایک جگہ ارشاد عالی وارد ہوا ہے کہ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھ قربانی کے پاس موجود رہ۔ کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اور کل قیامت میں قربانی کا خون، گوشت لایا جائے گا اور تیرے میزان عمل میں ستر حصے بڑھا کر رکھ دیا جائے گا۔ اور ان سب کے بدلہ میں نیکیاں دی جائیں گی۔ نیز ارشاد فرمایا اور یہ سب مسلمانوں کے لئے بھی عام ہے۔ اور میری آل کے لئے خاص بھی ہے۔ (۴) ایک جگہ ارشاد پاک وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو کر اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو (یعنی قربانی کرنے کے بعد تنگ دل نہ ہو جائے کہ ہائے اتنے پیسے خرچ ہوگئے۔) تو وہ قربانی اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوگی!

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قربانی کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے (عزیزو کتنی سخت وعید وڈانٹ و ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ سو جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت دی ہے کہ قربانی کرسکتا ہے۔ وہ ہرگز دریغ نہ کرے۔ مال تو بہرحال خرچ ہو ہی جاتا ہے۔ نیک کام پر خرچ نہ کروگے تو گناہ کے کاموں پر خرچ ہوگا۔ جس میں مال کا نقصان اور عذاب آخرت جدا۔ اور دیکھا بھی گیا کہ جو لوگ باوجود استطاعت کے حج، قربانی، زکوٰۃ، صدقات میں مال خرچ کرنے سے جی چراتے ہیں یہ مال پھر خدا کی ناراضگی پر خرچ ہوتا ہے۔ یا پھر مختلف طریقوں سے ضائع ہوتا رہتا ہے۔

احادیث شریفہ میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ اسی طرح وقت کا حساب ہے۔ جو دنیوی امور کی مشغولی کے سبب حج کو نہیں جاتے۔ لوگ حج کرکے آ بھی جاتے ہیں اور یہ اس کام سے فارغ بھی نہیں ہو پاتا۔ یہ خدا کی لعنت نہیں تو اور کیا ہے حتیٰ کہ موت آجاتی ہے۔ ارباب حکومت کروڑوں روپیہ خاندانی منصوبہ بندی پر تو خرچ کرتے ہیں اگر بجٹ کی سوجھی اور زبان ٹوٹی تو حج پر ٹوٹی۔ خدا کا شکر کرو اس نے تمہاری حالیہ جنگ میں جان بچادی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس سال

پہلے سالوں کی نسبت زیادہ سے زیادہ لوگوں کو حج پر جانے کی اجازت ہوتی - تاکہ شکر خداوندی ظاہر ہوتا مگر یہاں معاملہ ہی الٹا ہے - اناللہ و انا الیہ راجعون خسرالدنیا و الاخرۃ قالی للہ المشتکیٰ

(۶) حدیث شریف میں ارشاد عالی وارد ہوا ہے کہ قربانی کا جانور خوب موٹا، فربہ اور عمدہ ہو ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو ایسی قربانی بہت پیاری ہے - نیز ارشاد فرمایا کہ قیامت میں پلصراط پر تمہاری یہ قربانیاں تمہاری سواریاں ہوں گی (چاہے فی نفسہ یہ ہی جانور سواری بنا دی جائے گی یا ان کے عوض ایسی برکت نصیب ہو گی کہ پلصراط پر سے گذرنا آسان ہو جائے گا۔

تنبیہ

جو طریقہ قربانی کا جانور ذبح کرنے کی صورت میں شروع زمانہ مبارک سے چلا آر ہا ہے یہ ہی حق ہے - اسی پر مرتے دم تک قائم رہو۔

مسائل قربانی

۱- ہر مرد عورت مسلمان مقیم پر جس کے پاس بقدر نصاب چاندی یا سونا یا اتنی ہی مالیت کا اسباب روزمرّہ کی ضروری حاجت سے زائد ہو اس پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے - اگر اور زیادہ طاقت ہو تو اوروں کی طرف سے بھی کر سکتا ہے - مگر اپنی ضرور کرے اگر اولاد مالدار ہے تو کاروبار کی کارمختار ہے - پیسہ دھیلا اس کے اختیار میں ہے - تو اس پر اوّل قربانی واجب ہے - اگر وسعت ہے تو والدین کی طرف سے علیحدہ علیحدہ کرے - یہ درست نہیں کہ والدین کی طرف سے تو کر دی اور اپنی طرف سے نہیں کی یا ایک سال تو اپنی طرف سے کر دی اور بقیہ اپنی تو کی نہیں اور والدین اور دیگر متعلقین کی طرف سے کرتا رہا - جس پر واجب ہو وہ اپنی تو ضرور کرے اور جتنے سالوں واجب رہے اتنے سالوں برابر کرے - اس کے ساتھ ساتھ توفیق ہو تو اوروں کی طرف سے کرے۔ مزید مسئلہ کسی قریبی عالم دین سے معلوم کرلے بہتر تو ہے کسی مفتی سے معلوم کرے - (۲) عام طور پر لوگ بھینسا جس کو پنجاب میں سنڈا کہتے ہیں اس کی قربانی کو یا تو درست نہیں سمجھتے یا پھر ہچکچاتے ہیں - یہ درست نہیں سنڈے کی قربانی بھینس کی طرح درست ہے - مادہ کی قربانی جب درست ہے تو نر کی کیوں نہ ہو گی- اس نے کونسا قصور کیا ہے (کسی نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ سے معلوم کیا کہ (رنڈی) یعنی کنجری کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے- آپ نے فرمایا کہ کنجروں کا جنازہ تو پڑھ لیتے ہو اور کنجری کے جنازہ کے بارے میں مسئلہ معلوم کرتے ہو-

(۳) خصی یعنی بدھیا کی اور جس کے سینگ نکلے ہی نہ ہوں قربانی درست ہے (۴) قربانی کا وقت دسویں تاریخ نماز عید کے بعد سے بارھویں کے غروب سے پہلے پہلے تک ہے - سب سے بہتر عید کا دن ہے پھر گیارھویں تاریخ پھر بارھویں —

(۵) بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں - نماز پڑھنے کے بعد شروع کریں -

(۶) جانور جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے - کھال نہ اتاریں یہ زیادتی ہے - واضح ہو کہ کل مرنے کے بعد اس کا بھگتان کرنا پڑے گا -

۷- جس جگہ حضرات احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ درست نہیں - وہاں عیدین کی نماز پڑھنا درست نہیں خوب جان لو - ایسے دیہاتوں میں قربانی فجر کی نماز کے بعد بھی کر سکتے ہیں تاکہ دو رچل کر قصبات یا شہر میں پہنچ کر نماز عید ادا کر سکیں - لیکن لوگ اگر دین سے بالکل ہی ناواقف ہوں اور فجر کی نماز کے بعد اور عید کی نماز سے قبل قربانی کو عجوبہ جانیں اور فتنہ پیدا ہو تو واپس آکر لیویں یہ قربانی عید کی نماز سے پہلے ہی کرنا چھوٹے دیہات میں مصلحت اور آسانی کے لئے ہے کوئی واجب نہیں کہ ہائے ہائے ضرور فجر کے بعد ہی کرے - عبث مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو-

(۸) گوشت کو تول کر تقسیم کریں گائے، اونٹ وغیرہ بڑے جانوروں میں جو حصہ دار ہوتے ہیں تاکہ ان میں آپس میں فساد نہ ہو - قصاب کو الگ اجرت دے - گوشت میں سے نہ دے - قصاب مالکان کی مرضی کے بغیر گوشت لے اڑتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے -

(۹) جانور کی جھول، رسّی وغیرہ صدقہ کر دے -

اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ان چیزوں کے اندازہ سے ذرا زیادہ قیمت مقرر کر کے کسی محتاج کو دے دے!

یہاں چند ضروری فضائل و مسائل ہی درج کئے گئے ہیں - تفصیل کے لئے بہشتی زیور، اصلاح الرسوم حیات المسلمین، تعلیم الاسلام، فلسفہ عید قربان، وغیرہ کتابیں اپنے حضرات مقدسین کی دیکھ لیں - نیز کسی مستند عالم یا مفتی صاحب سے معلوم کر لیں -

(۱۰) جانور پر چھری پھیرنے والے اور پکڑنے والا سب بسم اللہ پڑھیں اور کچھ دیر تک پڑھتے رہیں - یہ جو دیہاتیوں میں رواج ہے کہ قربانی کی کھالیں ائمہ مساجد کا حق سمجھا جاتا ہے یہ غلط ہے - ہاں اگر وہ واقعتاً محتاج ہیں تو درست ہے - ورنہ امام و مقتدی سب گنہگار ہونگے -

سب سے اہم بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اہل بیت رضوان علیہم اجمعین، مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ ہمارے ثواب کے محتاج نہیں - مگر عزت اپنی کا تقاضہ ہے کہ اگر اتنی استطاعت ہو کہ اپنی قربانی دے سکے تو ضرور ان مقدس ذوات کی طرف بھی قربانی کرے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ثواب میں شامل کرنے کی نیت سے امت کی طرف قربانی کی تھی -



تعارف و تبصرہ

نام کتاب ۔ میری نماز
تصنیف ۔ مولانا محمد ادریس انصاری
سائز ۲۰+۳۰/۱۶، کتابت طباعت آفسٹ، کاغذ سفید سرورق خوبصورت قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے علاوہ ڈاک خرچ۔
ناشر ۔ محمود الحسن، نور محمد۔
ملنے کا پتہ :۔ دار التصنیف والاشاعت ۱۴ ار بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۲۔

اس کتاب میں نماز سے متعلق تمام مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آج کل اکثر حضرات نماز کی طرف توجہ نہیں دیتے، نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے متعلق پرسش ہو گی خداوند قدوس نے نماز کے متعلق قرآن کریم میں بار بار تاکید فرمائی ہے۔ جو لوگ اس فرض سے غافل رہتے ہیں۔ اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں یقیناً وہ خسارے میں رہتے ہیں۔ اس کتاب میں نماز کے متعلق سوال و جواب کی صورت میں مسائل درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً۔

صبح کی نماز کیوں مقرر ہوئی۔ مغرب کی نماز مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے۔ نماز کے لئے عصر کا وقت کیوں مقرر ہوا؟ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا کیوں ضروری ہے؟ نماز میں ہاتھ باندھ کر کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ نماز کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرنے کی کیا وجہ ہے؟ نماز کی ابتدا اللہ اکبر کے ساتھ کیوں کی گئی؟ نماز میں بار بار الحمد کیوں پڑھی جاتی ہے؟ سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم کیوں مقرر ہوا؟ نماز کے شروع میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے۔ ایک سجدے کے بعد بیٹھنے میں کیا حکمت ہے؟ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے میں کیا مصلحت ہے؟

امام ظہر و عصر میں قرآن آہستہ اور مغرب و عشاء اور فجر میں بلند آواز سے کیوں پڑھتا ہے۔ نماز کے اختتام پر سلام کا لفظ کیوں مقرر ہوا نماز کے متعلق یہ سوالات اور اس قسم کے دوسرے جوابات اگر سمجھ میں نہ آئیں تو آج ہی "میری نماز" منگا کر حل کر لیجئے۔

درس قرآن مجید

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا ماہانہ درس قرآن الحمد للہ باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ کے آخری اتوار کو واہ کینٹ میں منعقد ہوتا ہے۔ خدام الدین میں درس کی اشاعت چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر معرض التوا میں پڑ گئی۔ اب یہ سلسلہ انشاء اللہ نومبر ۱۹۶۵ء کے درس سے باقاعدہ پھر شروع ہو رہا ہے اور ہر پرچے میں قسط وار یہ درس قرآن آیا کرے گا ۔۔۔ نومبر ۶۴ء سے اکتوبر ۶۵ء تک کے بارہ درسوں پر مشتمل ایک کتاب "درس قرآن مجید" کے نام سے زیر طبع ہے جو عنقریب مارکیٹ میں آجائے گی۔ ایسے قارئین خدام الدین جو اس کتاب کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہوں اس پتہ پر اپنے نام اور پتے رجسٹر کروا دیں تاکہ کتاب شائع ہوتے ہی ان کو ارسال کر دی جائے گی۔

محمد عثمان غنی بی اے ۱۹E/۱۰۰ واہ کینٹ

مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت کے حسابات اور میری ذمہ داری

(از حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

(۱) لاہور ۲۴ مارچ ۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت کے متعلق جو مضامین "چٹان" میں شائع ہوئے ہیں۔ ان مضامین کو فرقہ مرزائیہ نے اپنے ناپاک عزائم و عقائد کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ہے ۔۔ مرزائیوں کو یہ یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی ریشہ دوانیوں کے استیصال کے لئے ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر باوجود اختلافات کے متفق و متحد ہیں۔ رہا مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت کے حسابات کا معاملہ۔ تو ان مضامین کے شائع ہونے سے بہت پہلے شعبان ۱۳۸۵ھ میں مجلس مرکزیہ کے اجلاس شوریٰ میں خود مولانا محمد علی صاحب کی تحریک پر زیر بحث آیا۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کرایا کہ تمام حسابات کی جانچ پڑتال اکابر قوم اور سرکاری وغیرہ سرکاری ذرائع سے پوری طرح کرا لی جا کر شائع کرا دیئے جائیں۔ میں بحیثیت امیر مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ تمام حسابات مکمل اور صحیح ہیں۔

(۲) میں یہ اعلان بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تحریک ختم نبوت کے بعد شہری طبقہ سے مایوس ہو کر مرزائیوں نے سادہ لوح دیہاتی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دور دراز دیہات کا رخ کر لیا تھا۔ اس سازش کے انسداد کے لئے مبلغین تحفظ ختم نبوت کا پوری ہمت کے ساتھ ان مرزائیوں کا تعاقب کر کے مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانا دہ اہم خدمت ہے۔ جو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی اور نہ اس میں کسی طرح کی کمی کے لئے شرعی جواز موجود ہے۔

(۳) اس میں شک نہیں ہے۔ کہ مرزائی فرقہ اپنی روایات کے مطابق ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا ہے۔ اور بعض صحافی چودھری ظفر اللہ خاں اور قادیانی فرقہ کو دانستہ یا نادانستہ اپنی تحریروں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ مگر ہم قطعاً مایوس نہیں ہیں۔ ہماری جد و جہد جاری رہے گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تبارک و تعالیٰ دشمنان اسلام اور ان کے حق میں سازش کرنے والوں کو رو سیاہ فرمائیں گے۔ یہ چند سطریں اس لئے لکھدی ہیں۔ کہ برادرم مکرم بھائی شورش صاحب کے مضامین سے نہ مسلمان کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور نہ مرزائی اس پر بغلیں بجائیں۔ دستخط مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

جانشین قطب عالم حضرت لاہوری قدس سرہ کا ارشاد

جمعیۃ علماء اسلام کی مدد کرو

حضرت قطب عالم مفسر قرآن صدر اول جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ نے جمعیۃ علماء اسلام کی صدارت قبول فرمائی۔ جبکہ مغربی پاکستان کے علماء کرام کے عظیم اجتماع نے آپ کو ملتان میں ۱۹۵۶ء میں اس کے لئے مجبور کیا ۔۔۔ آپ کے عہد سے اب تک آپ کی برکات سے جمعیۃ دین کی خدمت اور مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی رہنمائی میں مصروف ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ حضرات جمعیۃ کی مالی امداد میں پورا پورا حصہ لیتے رہے۔ اس لئے میں ان حضرات سے خصوصاً اور عام اہل اسلام سے عموماً درخواست کرتا ہوں کہ وہ قربانی کی کھالیں اور دیگر صدقات کے سوا اپنے عطیات سے بھی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (چوک رنگ محل لاہور) کی امداد فرما کر ان خدمات میں حصہ دار بنیں۔ یہ امداد خود اپنی امداد ہے۔ اگر اسلام رہا تو ہم بھی رہیں گے۔ خدانخواستہ اسلام نہ رہے تو ہم کہاں رہ سکتے ہیں امید ہے کہ حساس مسلمان دوسروں کو اس طرف متوجہ کریں گے۔

(حقیر محمد عبید اللہ انور)

روح پرور اسلامی تحائف

۱۔ **تحفہ عید الاضحےٰ** یہ کتاب عید اور قربانی کے بارے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ نہایت دلچسپ بہت مفید اور بہترین تحفہ ہے ہر مسلمان مرد و عورت کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ موجود رہنا ضروری اور باعث رحمت و برکت ہے۔ اس کتاب میں ماہ ذی الحجہ عشرہ ذی الحجہ، شب عرفہ، یوم عرفہ، شب عید و یوم عید، عید گاہ و نماز عید اور قربانی کے فضائل و مسائل اور عید و قربانی کی تاریخ اور قربانی کرنے کا فلسفہ اور مقصد بیان ہوا ہے۔ یہ کتاب نہایت دلچسپ اور مفید ہے۔ ٹائیٹل پیج رنگین بیل بوٹوں سے مزین نہایت خوبصورت دلکش۔ ہدیہ ۵، پیسے

۲۔ **تحفہ اخلاق محمدی ؐ** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور سیرت و خصلت پر ایک بہترین، نہایت دلچسپ، بڑی جامع اور مسبط، بلند پایہ و گراں قدر اور ایک معیاری کتاب ہے۔ ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک نسخہ موجود رہنا نہایت ہی ضروری اور باعث عز و شرف اور موجب خیر و برکت ہے۔ ہدیہ : تین روپے ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ **ادارہ تحائف اسلامیہ ۔ مکتبہ حفیظیہ**
جامع مسجد نور سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ
سندھ میں ادارہ کی کتابیں۔ مسلم کتب خانہ رحمانی مسجد ڈاکخانہ حمرانی لوکو شیڈ روہڑی سے مل سکتی ہیں۔

بقیہ : درسِ قرآن

فرما۔ یا اللہ! ہمارے حال پر رحم وکرم فرما۔ اللہ! ہماری کمزوریوں کو معاف فرما دے۔ یا اللہ! ہم خطا کار ہیں سیاہ کار ہیں۔ یا اللہ! اپنی رحمتوں سے سب کو نواز دے۔ یا اللہ! ہم سب پر اپنا فضل وکرم فرما۔ یا اللہ! صاحبِ خانہ اور تمام دوستوں کو اپنی رحمتوں سے نواز۔ اللہ! مجھے بھی، ان کو بھی قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! ہم سب کی دنیا، قبر، قیامت بہتر فرما۔ یا اللہ! زمین اور آسمان کے آفات سے سب کو محفوظ رکھ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سیال فولاد مرکب بیسیوں امراض کا شافی علاج کیسے ہے

غور سے مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔

ہوسکتا ہے کہ بعض بھائی سوچتے ہوں کہ سیال فولاد مرکب اتنی بیماریوں کے لئے کیسے مفید ہے عرض ہے کہ سیال فولاد مرکب کا عجیب نسخہ **جگر** (جو دل کے بعد اہم عضو رئیس ہے۔) **خون** (جس سے جسم کی نشوونما ہوتی ہے) **اعصاب** (جن سے ہم اپنے اعضاء کو حرکت دیتے ہیں) **معدہ اور انتڑیاں** (جو امّ امراض یعنی بیماریوں کی ماں ہے۔) ایسے اعضا کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ انسانی جسم میں بیماریاں داخل ہونے کے یہ بڑے دروازے ہیں۔ یعنی بدن جس بیماری بھی مبتلا ہوگا۔ اس میں ان اعضا میں سے کوئی ضعیف ضرور ہوگا اور اگر یہ تندرست ہیں تو بیماریاں انشاء اللہ دور رہیں گی۔

دوسرے آج کل عام طور پر علاج کرتے وقت جو بیماری سامنے ہوتی ہے اس کا علاج کر دیا جاتا ہے اور جو بیماری کا سبب ہے اسے رفع نہیں کیا جاتا۔ نتیجہ یہ کہ مرض عارضی طور پر دب جاتا ہے۔ اور عرصہ بعد وہی بیماری یا کسی دوسری شکل میں ظہور ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی آدمی کو، نزلہ، زکام، سردرد خرابی خون، جریان، یا سیلان الرحم وغیرہ میں سے کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ دوا کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن ماہ دو ماہ کے بعد پھر وہی مرض عود کر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ علاج مرض کی تہ کو مدنظر رکھ کر نہیں کیا گیا اور اگر مقامی علاج کے ساتھ مرض کی جڑ کا علاج بھی کر لیا جاتا تو مستقل فائدہ ہوتا۔

اب ہم ذرا تفصیل سے عرض کرتے ہیں کہ سیال فولاد مرکب کئی بیماریوں کا کس طرح مستقل اور شافی علاج ہے۔ خون پیدا کرنے اور خون میں سرخ ذرات کی تعداد بڑھانے۔ ضعفِ جگر و ضعفِ معدہ اور پیشاب کی کئی بیماریوں کے لئے کشتہ فولاد اکسیر ہے۔ اس کو مؤثر بنانے اور کئی دوسرے امراض میں مفید بنانے کے لئے اس میں حیاتین (وٹامن) اور کیلشیم کی آمیزش کی گئی ہے۔ جڑی بوٹیوں میں سے گاؤزبان جو مفرح دل دماغ۔ مقوی اعضاء رئیسہ مسکن پیاس، سینے کی خشونت، نزلہ زکام کھانسی اور دمہ میں ملین ہے۔ صندل جو مانع تبخیر۔ تسکین حرارت۔ خون صاف کرتا۔ خفقان اور ضعف میں مفید ہے۔ سنا مکی جو دماغ کا تنقیہ کرتی ہے۔ قبض کشا۔ درد کمر۔ سردرد۔ دردِ شقیقہ اور پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ گلاب جو ضعف معدہ و جگر پیچش، نفث الدم۔ خفقان حار اور ضعف قلب کے ازالہ کے لئے مفید ہے۔ نیلوفر۔ جو مقوی دل و دماغ۔ گرمی توڑتا پیاس کو تسکین دیتا سردرد اور سینے کی خشکی کو باطل کرتا ہے۔ بادیان۔ سدے کھولتی۔ ہوا خارج کرتی۔ ہاضم اور پیشاب کھل کر لاتی ہے۔ اس ترکیب سے یہ نسخہ بڑا عجیب بن گیا ہے۔

جن امراض میں بغیر کسی دوسری کے اکیلا

امراض اور سیال فولاد مرکب

پورا فائدہ کرتا ہے۔ خون پیدا کرتا ● خون میں سرخ ذرات بڑھاتا ● بھوک خوب لگاتا ● چہرہ پر سرخی اور نکھار پیدا کرتا ہے ● رکی ہوئی انسانی نشوونما کھولتا ہے ● آنکھوں کے گرد کے سیاہ حلقے دور کرتا ● اٹھتے بیٹھتے سر چکرانے کے لئے ● سانس پھولنا (بشرطیکہ کہنہ دمہ نہ ہو) کے لئے ● خون صاف کرنے اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے ● چہرہ کے داغ اور چھائیوں کے خاتمہ کے لئے۔ بیماریوں کے بعد کمزوری کے لئے ● یرقان کے بعد بگڑے ہوئے جگر کے لئے۔ ● دبلی کمزور مستورات کے لئے ● خراب جگر کے لئے ● کمزور جسم اور کمزور دماغ بچوں کی طاقت کے لئے ایسی امراض جن میں سیال فولاد مرکب کے ساتھ کوئی دوسری دوائی استعمال کی جائے تو بہت فائدہ کرتا ہے

۱۔ جگر و مثانہ کی گرمی اور پیشاب کا سرخ، جلن یا تھوڑا تھوڑا آنے کے لئے ۲ تولہ سیال میں ۲ تولہ شربت بزوری ملا کر شربت بنا کر صبح اور عصر کو پئیں۔ ۲۔ دائمی قبض کے لئے سیال میں ½ تولہ مگنیشیا ½ تولہ میٹھا سوڈا۔ (یہ دونوں اشیاء ایک آنہ میں پنساری سے مل جاتی ہیں) حل کر کے پئیں۔ ۳۔ جن بچوں کی ہڈیاں اور گوشت پوست کمزور ہوں (یعنی جن کا جسم اچھی طرح پھل پھول نہ سکا ہو) کو سیال فولاد ½ چمچ دودھ میں گھول کر پلائیں۔ ۴۔ سیلان الرحم (لیکوریا) کی مریض کو سیال فولاد کے ساتھ "سیلان بندش" ضرور استعمال کرنی چاہیئے ۱۰۰ خوراک سیلان بندش کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔ ۵۔ چہرہ کے داغ۔ چھائیاں اور پھوڑے پھنسی اگر معمولی نوعیت کی ہوں تو اکیلا "سیال" کافی ہے ورنہ "حبوب مصفی خون" ۵۰ عدد بہ قیمت ۵ روپے کے ساتھ منگوائیں۔

۶۔ دل کا زیادہ دھڑکنا۔ یا ڈوبنا قبض سے ہو یا گرمی سے دونوں کو فائدہ کرتا ہے۔ اگر دائمی مرض ہو تو ۱۰۰ خوراک اکسیر قلب بھی منگوائیں۔ قیمت ۱۰ روپے۔

۷۔ طاقت اور خون بڑھانے کے لئے دودھ یا دودھ دہی کی لسی استعمال کرنی چاہیئے۔

۸۔ بدخوابی (کپڑے پلید ہو جانا) کی کثرت۔ ذکاوت حس اور چڑچڑا پن کے لئے حبوب خاص ہمراہ سیال فولاد استعمال کریں۔ ۱۰۰ حبوب ۶ روپے۔ ۹۔ کمزوری اعصاب اور طاقت کے لئے "حب عنبری خاص" سیال فولاد کے ہمراہ استعمال کریں ۱۰۰ گولیاں ۱۵ روپے۔ یہ گولیاں غیر مجرد حضرات صرف موسم بہار تک منگوائیں۔ ۱۰۔ دائمی نزلہ زکام کی صورت میں سیال فولاد کے ہمراہ "حبوب نزلہ" بھی استعمال کریں۔

نوٹ :۔ سیال فولاد بخار۔ جوڑوں کے درد۔ نزلہ جب کہ زوروں پر ہو تو فائدہ مند نہیں مذکورہ بالا ادویات میں اگر کوئی دوائی سیال کے ہمراہ منگوائیں گے تو اس دوائی کا خرچہ نہیں لگے گا۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ روانہ کیا جاتا ہے۔ قیمت فی بوتل ۵ روپے ڈاک خرچہ ½۱ روپیہ ۲ یا ۳ بوتل اکٹھی منگوانے پر خرچہ ۲ روپے ہوگا۔ بوتل ربڑ پلاسٹک کی ہے اس کے ٹوٹ پھوٹ کا ڈر نہیں منگوانے کیلئے ایک خط لکھ دیجئے۔ وی پی کر دیا جائے گا۔ جو آپ اپنے پوسٹ مین سے وصول کر کے پیسے ادا کریں گے۔

دستی یا بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتہ

عزیزیہ یونانی لیبارٹریز کشمیری بازار لاہور

بچوں کا صفحہ

اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو

حافظ محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل سکول بہاولپور

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کے اصحابؓ بھی پروانہ وار آپؐ کے گرد جمع تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے دوستو! اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو۔" صحابہ کبار حیران ہوئے۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا بدنصیب کون ہے جو اپنے والدین کو گالی دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی دوسرے کے والدین کو گالی دی۔ اس نے گویا اپنے والدین کو گالی دی۔ صحابہ کبارؓ نے عرض کی۔" اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ وہ کیسے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وضاحت فرمائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص جو پہلے کسی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ شخص جواب میں اس کے والدین کو گالی دے گا۔ اس طرح پہلے شخص نے اپنے والدین کو گالی دلائی۔ گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔ کیونکہ اگر وہ شخص گالی نہ دیتا تو دوسرا شخص بھی اس کے والدین کو گالی نہ دیتا۔ گویا وہ خود اپنے والدین کو گالی دلوانے کا باعث بنا۔

پس ثابت ہوا کہ کسی کو گالی دینا گویا اسے دعوت دینا ہے کہ تم بھی مجھے گالی دو۔ اپنی زبان کو ہر وقت قابو میں رکھو۔ اس کا صحیح استعمال موجب خیر و برکت اور غلط استعمال باعث ہلاکت ہے۔

لقمان حکیم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ انسانی جسم میں سب سے بہترین حصہ دل اور زبان ہیں۔ اور سب سے خراب حصے بھی یہی ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ٹھیک ہیں تو تمام جسم ٹھیک ہے۔ اور اگر یہ خراب ہیں تو تمام جسم خراب ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو مجھے دو ہونٹوں کے درمیان یعنی زبان کی ضمانت دے میں اسے جنت کی خوشخبری اور بہشت کی ضمانت دیتا ہوں۔

بچو! گالی آج کل تکیہ کلام بن چکی ہے۔ ہر چھوٹے بڑے، مرد اور عورت کے منہ سے گلی، کوچے، دفتر اور بازار میں بے ساختہ گالیاں سنی جا رہی ہیں۔ بات بات پر ہنسی مذاق بلکہ محبت کے انداز میں گالی کے سوا بات نہیں ہو رہی۔ گویا گالی کے بغیر کسی کی بات نہیں بنتی۔ بڑوں کی دیکھا دیکھی چھوٹے بھی گالی کے بغیر بات نہیں کرتے۔ اور اسی گالی کے نتائج لڑائی، قتل تک کی خوفناک واردات پر منتج ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! آپ خود اندازہ کریں اور مقابلہ کریں کہ بدزبانی اور گالی کے کیا نتائج ہیں اور اس کو قابو میں رکھنے اور خاموش رہنے کے کتنے فائدے ہیں۔

قرآن شریف میں مولا کریم نے فرمایا۔
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ٥
اللہ کے پیارے فضول باتیں نہیں کرتے۔ اللہ اللہ! یہاں تو فضول اور بے فائدہ بات تک کی ممانعت اور ہم رات دن صبح و شام اس بدزبانی کی وجہ سے معاشرتی مصائب میں مبتلا ہیں۔ خدا ہم سب کو ہدایت دے اور رحم فرمائے۔

چند نصائح

- آنا چاہتے ہو تو غریبوں کی مدد کو آؤ۔
- جانا چاہتے ہو تو متبرک مقامات کی زیارت کو جاؤ۔
- پینا چاہتے ہو تو طیش اور غصہ پیو۔
- لینا چاہتے ہو تو والدین اور بزرگوں کی دعائیں لو۔
- دینا چاہتے ہو تو خدا کے راستہ پر دو۔
- رونا چاہتے ہو تو برے اعمال پر روؤ۔
- بیٹھنا چاہتے ہو تو شریف اور نیکوں کی صحبت میں بیٹھو
- بولنا چاہتے ہو تو اچھے کلمات بولو۔
- جینا چاہتے ہو تو غازی بن کر جیو۔
- مرنا چاہتے ہو تو شہیدوں کی موت مرو۔
- بچانا چاہتے ہو تو اپنی عزت کو بچاؤ۔
- لڑنا چاہتے ہو تو ملک اور قوم کی خاطر لڑو۔
- مارنا چاہتے ہو تو اپنے نفس کو مارو۔
- کرنا چاہتے ہو تو خدمت خلق کرو۔
- مانگنا چاہتے ہو تو صرف خدا سے مانگو۔
- سب سے کمزور وہ آدمی ہے جو اپنے بھید کو نہ چھپا سکے۔
- دنیا کا کڑوا پن آخرت کی مٹھاس ہے۔
- سب سے زیادہ خوبصورت چیز اچھا اخلاق ہے۔
- موت کی عرض رکھ تجھے زندگی بخشی جائے۔
- نیک بخت وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت پکڑے۔
- بہت سی باتیں تلوار سے زیادہ کاٹنے والی ہوتی ہیں۔
- سخی بن، فضول خرچ نہ بن۔
- صبر کے ساتھ مصیبت نہیں ہے۔
- تیرا بہترین مال وہ ہے جو تجھے فائدہ دے۔
- تیرا مال وہی ہے جو تو اللہ کی راہ میں دے باقی سب وارثوں کا۔
- بھائیوں کی طرح رہو ملو اور اجنبیوں کی طرح لین دین کرو۔

آزمایا جاتا ہے

- بہادر مقابلے کے وقت
- مستقل مزاج مصیبت کے وقت
- امانت دار مفلسی کے وقت
- دوست ضرورت کے وقت
- بردبار غصہ کے وقت
- شریف معاملہ ٹوٹنے کے وقت

منتظر رہے

- زیادہ کھانے والا بیماری کا۔
- اوباش یاروں والا بربادی کا۔
- چغلخوری کرنے والا ذلت و خواری کا۔
- ماں باپ کا نافرمان اپنی اولاد کی نافرمانی اور مفلسی کا۔
- ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کا۔
- پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا جلد خدا کے قہر و عذاب کا۔

شکست کھائے

- بحث کرنے میں جاہل سے۔
- مال خرچ کرنے میں شیخی خورے سے

یکم اپریل ۱۹۶۶ء

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۱ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۲۹/۹/۷۶۷-۲-۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۵ء

کر رہے ہیں آج تازہ سنّتِ حضرت خلیلؑ

حافظ نور محمد انور

عید قرباں لے کے آئی ہے مسرت کا پیام
ہر طرف سایہ فگن ہے رحمتِ ربِّ جلیل

جنّ و انساں فرش پر حور و ملائک عرش پر
ربِّ کعبہ کا غرض کرتے ہیں سب ذکرِ جمیل

نعرۂ تکبیر کی ہے ہر طرف دنیا میں گونج
ہو رہا ہے آج تازہ اُسوۂ حضرت خلیلؑ

صف بصف مسجد میں استادہ ہیں جو پیر و جواں
ہیں نظر آتے لباسِ عید میں بے حد شکیل

دے رہے ہیں راہِ حق میں اہلِ دیں قربانیاں
کر رہے ہیں آج تازہ سنّتِ حضرت خلیلؑ

وقتِ قربانی نہ ہرگز بھولنا فرمانِ حق[1]
تجھ کو اے مومن اگر مطلوب ہے اجرِ جزیل

یہ دعا رہ رہ کے آتی ہے لبِ انور پہ آج
سب جہاں پہ ہو الٰہی ملّتِ بیضا کا راج

---

[1] لَن یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُومُہَا وَلَا دِمَاؤُہَا وَلٰکِن یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنکُم —

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا